گلشنِ خطابت کے کھلے ہوئے پھول

ریحانُ الخطیب

تالیف

ابو الحسن عبد المنان الراسخ

راسخ اکیڈمی



گلشنِ خطابت کے کھلے ہوئے پھول

ریحان الخطیب

تالیف

ابو الحسن عبد المنان الراسخ

راسخ اکیڈمی

بانی ابو ابراہیم عبدالرحمن الراسخ رحمہ اللہ



دیارِ حرم کے ایک نوجوان محقق عالم دین کے قلم سے

الحمد للّٰہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللّٰہ وعلی
آلہ وصحبہ وبعد:

اس ناچیز نے مؤلف فاضل شیخ عبدالمنان الراسخ ((نفعه الله به العباد والبلاد)) کے اس مجموعہ خطبات (ریحان الخطیب) کا مطالعہ کیا اور تربوی واصلاحی خطبات کو نہایت مفید پایا۔

اُمید ہے عموم قراء اور خاص طور پر خطباو واعظین اس مجموعے سے استفادہ کریں گے اور یہ خطبات ان کے لیے منہجی مشعلِ راہ کا کام دیں گے جس کی روشنی میں اور اس کے اشارات سے مستفید ہوتے ہوئے وہ خود مزید خطبات اور دروس تیار کر لیں گے۔

اللہ تعالیٰ شیخ فاضل کو جزائے خیر عطا فرمائے اور انہیں مزید اِصلاحی وتربوی کتابیں تالیف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کتبہ

نبیل بن نصار بن عبدالوهاب السندی
مکه المکرمة ۷ ربیع الاوّل ۱۴۴۱

سونے کے اَذکار

نیکی اور حسنِ سلوک کا صلہ ضرور ملتا ہے

صبر و یقین

خاتم الانبیا کے بعد کسی نبوت کی کوئی ضرورت نہیں

ایمان ہو تو صحابہ جیسا

عیدقربان کا پیغام

جشنِ آزادی یا مقصدِ آزادی

خوش گوار زندگی کا راز اپنے دائرے میں رہو!

دُعائے خیر

ہر اُس خطیب کے لیے جو منبر و محراب کے وقار کو ملحوظ رکھتے ہوئے، نہایت سنجیدگی سے اللہ کی رضا کے لیے، اللہ تعالیٰ کے بندوں کی اِصلاح کا جذبہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ رحمت کے فرشتوں سے ایسے خطبا کی مدد فرمائے اور بعض ایسے خطبا کو ہدایت نصیب کرے جنھوں نے شغل و مزاح کی حدوں کو کراس کرتے ہوئے، منبر و محراب اور اسٹیج کے تقدس کو پامال کر دیا ہے۔

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (سورہ آل عمران: 194)

عرضِ راسخ

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ○
وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ ○
عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ ○

”میں تو صرف اِصلاح چاہتا ہوں جہاں تک ہو سکے اور مجھے توفیق تو اللہ ہی کی طرف سے ملی ہے، اُسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔“ (سورہ ھود:88)

سونے کے اذکار

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (1)

''جولوگ اُٹھتے بیٹھتے اور اپنی کروٹوں پر لیٹتے ہر حال میں اللہ کا ذِکر کرتے ہیں اور زمین و آسمان کی تخلیق میں غور وفکر کرتے ہیں، اے ہمارے داتا یہ سب کچھ آپ نے بے کار نہیں بنایا آپ پاک ہیں پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالیں۔''

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، دُرود وسلام سیدنا سیدالاولین والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین امامنا فی الدنیا وامامنا فی الاخرۃ وامامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا آلِ رسول، اہلِ بیت، اصحابِ رسول، تابعینِ عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

(1) سورہ آل عمران: 91

تمہیدی گزارشات

ہمارے معاشرے میں ایک بہت بڑی غفلت ہے، ایک بہت بڑا ظلم اور غلُو ہے، غفلت یہ ہے کہ اکثر مسلمان رسول اللہ ﷺ کی چند ایک احادیث اور آپ کی مبارک سُنتوں کو اپنا کر خود کو پکا اہل حدیث اور اہلِ سنت سمجھ لیتے ہیں، یعنی بعض احادیث پر اور بعض سنتوں پر بڑی شدت سے عمل ہے اور کئی ایک اہم ترین احادیث اور رسول اللہ ﷺ کی محبوب ترین سنتوں کی طرف سِرے سے توجہ ہی نہیں ہے، جیسا کہ رات کو بستر پر سوتے ہوئے قرآنی سورتوں، قرآنی آیات اور مسنون دعاؤں کو پڑھ کر سونا۔ ہمارے گھروں میں ہمارے بچے موبائل استعمال کرتے کرتے اور باتیں کرتے کرتے سوجاتے ہیں، اکثر کو یہ خیال بھی نہیں آتا کہ رات کو بستر پر سونے سے قبل وضو کرنا اور چند مسنون اَذکار کا اہتمام کرنا رسول اللہ ﷺ کی ہمیشہ کی محبوب سنت تھی..... ایک طرف تو یہ غفلت ہے اور دوسری طرف بعض لوگوں میں اِس حد تک ظلم اور غلُو ہے کہ انہوں نے اپنی طرف سے ذِکر واَذکار اور دعائیں گھڑلی ہوئی اور وہ دنیا ومافیہا سے غافل ہوکر ہمہ وقت چلے لگارہے ہیں اور کھلے میدانوں، جنگلوں اور قبرستانوں میں نہ جانے کیا کیا وِرد پڑھتے رہتے ہیں، حالانکہ یہ دونوں راستے ناکامی کے ہیں، نہ غفلت درست ہے اور نہ ہی حد سے بڑھتے ہوئے اور اپنی کاروباری اور گھریلو ذمہ داریوں کو چھوڑتے ہوئے رہبانیت اختیار کرنا جائز ہے۔

اِسلام اعتدال، امن اور باہم ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کا نام ہے اور کسی بھی مسلمان کے لیے سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ وہ اپنی عملی زندگی کو اور بالخصوص ذِکر اور عبادت والی زندگی کو رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق کرلیں۔

اصل میں ترقی کیا ہے

ہمارے ہاں اور ہمارے بچوں کے ہاں ترقی، برتری اور بہتری صرف اس بات کا نام ہے کہ مکان پہلے سے بہتر ہو جائے، یا دوکان کسی اچھی جگہ پر مل جائے یا پھر اچھی گاڑی یا کوئی ملازمت نصیب ہو جائے، بس یہی ترقی اور یہی ہر طرح کی کامیابی ہے، حالانکہ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ دنیا میں وسائل کا اچھا ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، لیکن اصل ترقی، اصل کامیابی اور اصل بہتری اور برتری یہ ہے کہ آپ اللہ کے ذِکر میں آگے بڑھیں، آئے دِن زیادہ سے زیادہ دعائیں یاد کریں اور آپ کی توجہ اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف ہو۔ لیکن افسوس! کہ اِس ترقی کو ہمارے اکثر لوگ حاصل ہی نہیں کرنا چاہتے جبکہ اِسی میں ہماری صحت، ہماری برکت، ہماری حفاظت اور ہماری سعادت کے سارے راز پوشیدہ ہیں، اصل ترقی والی زندگی وہ ذِکر والی زِندگی ہے اور وہ اَذکار والی زِندگی ہے جس شخص کے شب وروز ذِکر سے خالی ہیں، جس شخص کی زندگی میں اَذکار کی محبت نہیں اصل میں سب سے بڑا کنگال اور سب سے زیادہ پیچھے رہ جانے والا شخص حقیقت میں وہی ہے۔

اللہ کی قسم..... ! ایسا شخص جو اعلیٰ عہدے پر فائز ہے، ہمہ وقت گاڑی اور بنگلے میں رہتا ہے لیکن وہ ذِکر نہیں کرتا، اُس کی زندگی صبح وشام کے اَذکار اور مسنون دعاؤں سے خالی ہے ایسا شخص اُس شخص کے ٹوٹے ہوئے سائیکل کے ٹائر اور گری ہوئی گھر کی دیوار کا بھی مقابلہ نہیں کرسکتا جو صبح وشام اللہ تعالیٰ کے ذِکر میں رہتا ہے اور ہر موقع کی مسنون دعاؤں کا اہتمام کرتا ہے۔

اصلی عقلمند کون.....؟

اور حقیقت میں قرآن کے مطابق اور اللہ کے ہاں عقلمند بھی صرف وہ ہے جو اُٹھتے بیٹھتے اور اور اپنی کروٹ پر لیٹتے اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرتا ہے، ایسے ہی عقلمند لوگوں کا ذِکر کرتے ہوئے اور اُن کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے، اُن کی سب سے پہلی اور سب سے بنیادی خوبی بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا ہے:

﴿الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (1)

''جو لوگ اُٹھتے بیٹھتے اور اپنی کروٹوں پر لیٹتے ہر حال میں اللہ کا ذِکر کرتے ہیں اور زمین وآسمان کی تخلیق میں غور وفکر کرتے ہیں، اے ہمارے داتا یہ سب کچھ آپ نے بے کار نہیں بنایا آپ پاک ہیں پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالیں۔''

یعنی عقل والے یہاں اُٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرتے ہیں وہاں وہ لوگ رات کو اپنے بستروں پر بھی غفلت سے نہیں لیٹتے بلکہ وہ سوتے وقت بھی اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرتے ہوئے اپنے بستروں پر لیٹتے ہیں۔

آج میں آپ کے سامنے سونے کے چند اہم اَذکار بیان کرنا چاہتا ہوں اور اِس کے ساتھ ساتھ اُن کے فضائل اور اُن کے فوائد بھی ذِکر کرنا چاہتا ہوں تا کہ ہماری ہر رات رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق بسر ہو۔

(1) سورہ آل عمران:91

"مُسَبِّحَات" کی تلاوت

رسول اللہ ﷺ سونے سے قبل قرآن پاک کی کئی ایک سورتوں کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور سورتوں کی تلاوت جہاں عقیدے کو جلا بخشتی ہے وہاں ان سورتوں کو پڑھنے سے انسان کے دِل ودماغ کو روحانی قرار اور سکون بھی نصیب ہوتا ہے، رات کو سونے سے قبل آپ ﷺ جن سورتوں کی تلاوت فرماتے تھے اُن کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

حضرت عرباض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ كُلَّ لَيْلَةٍ قَبْلَ أَنْ يَرْقُدَ (1)

"بلاشبہ نبی کریم ﷺ ہر رات سونے سے پہلے مسبحات پڑھا کرتے تھے۔"

اور مسبحات قرآن پاک کی اُن سات سورتوں کو کہتے ہیں جن کا آغاز اللہ تعالیٰ کی پاکی اور تسبیح سے ہوتا ہے، سورت بنی اسرائیل، سورت حدید، سورت حشر، سورت صف، سورت جمعہ، سورت تغابن اور سورت الاعلیٰ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اِن میں ایک آیت ایسی ہے جو اللہ کے ہاں ہزار آیات سے زیادہ بہتر ہے اب وہ کتنی زیادہ بہتر ہے یہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کے ہی علم میں ہے۔

اِن سورتوں کو سونے سے قبل پڑھ لینا چاہیے، اِن کا پڑھنا اللہ کی رحمت اور خاص برکت کا موجب ہے اور اِن سورتوں کو آپ عشاء کی نماز کے بعد سونے سے پہلے پہلے کسی وقت بھی پڑھ سکتے ہیں۔

(1) جامع ترمذی: 2921، سنن ابی داؤد: 5057، الجامع الکامل: 45/11

سورت الم سجدہ اور سورت ملک کی تلاوت

قرآن پاک میں دو سورتیں ایسی ہیں جن میں آیات کی تعداد تیس تیس ہے، ایک سورہ ملک اور دوسری سورت الم سجدہ ہے، اِن دونوں کی تلاوت رسول اللہ ﷺ کی محبوب سنت ہے آپ ﷺ اِن کو پڑھے بغیر نہیں سویا کرتے تھے۔

سیدنا امام جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ الم تَنْزِيلُ، وَتَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ (1)

''بلاشبہ نبی کریم ﷺ الم سجدہ اور سورت ملک پڑھنے سے پہلے نہیں سوتے تھے۔''

سورت الم سجدہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق اور بدعمل لوگوں کے بُرے انجام اور نیک لوگوں کے اچھے انجام کو اور دُنیا کی حقیقت کو بڑے ہی اختصار اور دلائل سے بیان کیا ہے اِس سورت کو پڑھنے سے اِنسان کو اپنی آمد کا مقصد معلوم ہوتا ہے اور نیک اعمال کا جذبہ بڑھتا ہے اور اِسی طرح سورت ملک میں بھی اللہ تعالیٰ نے دُنیا و کائنات کا ذِکر کرتے ہوئے، حساب و کتاب اور جنت و جہنم کا ذِکر کیا ہے جس سے انسان کی روح اور اُس کے جسم کو تسکین ملتی ہے، گناہوں کا جذبہ کم ہوتا ہے اور نیکیوں کا شوق بڑھتا ہے بلکہ سورت ملک کے بارے میں تو آپ ﷺ کی یہ بشارت بھی موجود ہے کہ جو شخص رات کو سوتے وقت اِس سورت کو پڑھتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے عذاب قبر سے بھی محفوظ فرما لیتے ہیں۔

(1) جامع ترمذی:3404، مسند احمد:14659، سلسلہ صحیحہ:585

سورت بنی اسرائیل اور زمر کی تلاوت

رسول اللہ ﷺ سوتے وقت یہ دونوں سورتیں بھی پڑھا کرتے تھے جیسا

کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ الزُّمَرَ، وَبَنِي إِسْرَائِيلَ (1)

''نبی کریم ﷺ سورت زُمر اور بنی اسرائیل پڑھنے سے پہلے نہیں سوتے تھے۔''

سونے سے قبل سورت زمر بھی پڑھ لیا کریں کئی محدثین نے اِس حدیث کو بھی صحیح قرار دیا ہے، اِس سورت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عقیدہ توحید، دنیا کائنات کے نظام، قیامت کی کیفیات اور جنت وجہنم کے کئی پہلو بیان کیے ہیں، اِس سورت کو پڑھنے سے ایمان کو تازگی ملتی ہیں اور فکر آخرت کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔ اور اسی طرح سورت بنی اسرائیل مسبحات میں بھی شامل ہے اور الگ اِس حدیث میں بھی اسکا ذکر ہے، اِس لیے سورت بنی اسرائیل کو رات کو سونے سے قبل پڑھ لیا کریں یہ سورت ایک مسلمان کی زندگی میں حسن پیدا کرتی ہے اور اُس کو آخرت کے لیے ہمہ وقت تیار رہنے کی تلقین کرتی ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ اصل عقل مند لوگوں کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے اِسی خوبی کا ذِکر کرتے ہیں کہ وہ رات کو سوتے وقت غافل ہو کر اپنے بستروں پر نہیں آتے بلکہ وہ قرآن کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرتے ہوئے اپنے بستروں پر لیٹتے ہیں۔

(1) جامع الترمذی: 3405، مسند احمد: 24388، إسناده صحيح

﴿الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (1)

''جو لوگ اُٹھتے بیٹھتے اور اپنی کروٹوں پر لیٹتے ہر حال میں اللہ کا ذِکر کرتے ہیں اور زمین و آسمان کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں، اے ہمارے داتا یہ سب کچھ آپ نے بے کار نہیں بنایا آپ پاک ہیں پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالیں۔''

سونے سے قبل آیۃ الکرسی کی تلاوت

یہ تو تمام مسلمان جانتے ہیں کہ آیۃ الکرسی قرآن پاک کی تمام آیات میں سے سب سے بہتر اور افضل آیت ہے، اِس میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعارف ہے اور اِس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے اہم ترین پہلوؤں کا بڑی خوبصورتی سے ذِکر کیا گیا ہے، فرض نمازوں کے بعد اور رات کو سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے کی خاص فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے، اُن میں سے ایک روایت حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جو شخص سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لیتا ہے اُس کو دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرَبَنَّكَ شَيْطَانٌ (2)

(1) سورہ آل عمران:91

(2) صحیح البخاری:2311،5010،3275

''ہمیشہ تیرے اُوپر اللہ کی طرف سے ایک نگران رہے گا اور کسی صورت بھی شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔''

آپ غور فرمائیں کہ وہ شخص کس قدر زیادہ باعزت اور خوش نصیب ہے کہ جس کے پاس اللہ کی طرف سے ایک معصوم فرشتہ بطور نگران مقرر کر دیا جائے، آج کسی کے پاس اگر رات کو دس منٹ کے لیے کوئی ایم پی اے، ایم این اے، یا منسٹر ٹھہر جائے تو اُس شخص کی خوشی انتہا کو پہنچ جاتی ہے اور وہ درجنوں لوگوں کو خوشی سے کال کرتا ہے، اور بتلاتا ہے..... آپ مجھے بتائیں.... ؟ اُس شخص کی عزت اور عظمت کے کیا کہنے ہیں جس پر نگران اللہ کی طرف سے مقرر ہوتا ہے اور وہ رحمت کا معصوم فرشتہ ہوتا ہے جو اُس کے لیے دُعا بھی کرتا ہے اور ساری رات اُس کے پاس بھی رہتا ہے۔

اور پھر انسان کا سب سے خطرناک دشمن شیطان ہے، آیۃ الکرسی پڑھنے کی وجہ سے ساری رات یہ خطرناک ازلی اور ابدی دشمن انسان کے قریب تک نہیں آتا..... قسم بخدا....! وہ شخص کس قدر محروم ہے کہ جس کو رات کے وقت آیۃ الکرسی پڑھنا نصیب نہ ہو..... ؟

سورہ بقرہ کی آخری دو آیات کی تلاوت

اور اِسی طرح آیۃ الکرسی کے بعد سورت البقرہ کی آخری دو آیات بھی پڑھ لینی چاہئیں اِن میں بڑی طاقت اور قوت ہے، ایک روایت میں اِن کو نور اور روشنی بھی کہا گیا ہے اِن دو آیات کی برکت اور طاقت سے اللہ تعالیٰ تمام آفات اور شیطانی حملوں سے مسلمان کو کافی ہو جاتے ہیں اِس سلسلہ میں ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْاٰیَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ (1)

''سورت بقرہ کی آخری دو آیتیں جس نے اُن دونوں کو رات میں پڑھا وہ دونوں اُن کو کافی ہو جائیں گی۔''

محدثین و شارحین نے (كَفَتَاهُ) کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ دونوں آیات ہر قسم کی خیر کے لیے کافی ہو جاتی ہیں اور ہر قسم کے شر سے بچاؤ کے لیے کافی ہو جاتی ہیں اور اِن کا کفایت کر جانا بہت بڑی سلامتی اور کامیابی ہے، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اِن دونوں آیات کو نور قرار دیا ہے، اِن دونوں آیات کو خزانہ قرار دیا ہے اور یہاں تک ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اِن آیات کو پڑھتا ہے، اِن آیات کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اسے وہ سب کچھ عطا کر دیتے ہیں۔

سورت الکافرون کی تلاوت

رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی سیدنا فروہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے پاس ایک دیہات میں رہتے تھے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمانے لگے:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَقُولُهُ إِذَا أَوَيْتُ إِلَى فِرَاشِي

''اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی چیز سکھلا دیں جو میں اپنے بستر پر لیٹتے ہوئے پڑھ لیا کروں۔

(1) صحيح البخاری:4008، الصحيح لمسلم:808

آپ ﷺ نے قرآن شریف اور دیگر دعاؤں سے انتخاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''قُلْ یٰاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ'' پڑھ لیا کرو'' فَإِنَّھَا بَرَاءَۃٌ مِنْ الشِّرْكِ'' (1) کیونکہ یہ شرک سے براءت ہے، یعنی اِس سورت کو پڑھنے والا شخص اِس بات کا ثبوت پیش کرتا ہے کہ مجھے ہر قسم کے شرک سے نفرت ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید سے محبت ہے، لیکن ایسا شخص کتنا بدنصیب ہوگا جو رات کو اتنی عظیم اور توحید بھری سورت پڑھ کر بھی صبح اُٹھ کر اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے۔

آخری تینوں ''قُل'' کی تین تین مرتبہ تلاوت

آیت الکرسی، سورت بقرہ کی آخری دو آیات اور سورۃ الکافرون پڑھ لینے کے بعد آخری معوذات کو پڑھنا کسی صورت اور کبھی نہ بھولیں، جو شخص رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے مطابق رات کو سوتے وقت باقاعدگی سے معوذات پڑھتا رہتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کو درجنوں جسمانی بیماریوں سے محفوظ فرما لیتے ہیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (2)

(1) جامع الترمذی:3403 (2) صحیح البخاری:5016

''بلا شبہ نبی کریم ﷺ ہر رات جب اپنے بستر پر آتے تو اپنی ہتھیلیوں کو اکٹھا کرتے پھر اُس میں پھونکتے اور اُن میں سورت اِخلاص، سورت فلق، اور سورۃ الناس پڑھتے پھر جس قدر ممکن ہوتا اپنے پورے جسم پر ہاتھ پھیرتے اپنے سر اور چہرے سے شروع کرتے اور جسم کے اگلے حصے پر ہاتھ پھیرتے اور یہ تین دفعہ کرتے تھے۔''

اور آپ اندازہ فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ اِن تینوں سورتوں کو پڑھنے میں اتنی پابندی فرمایا کرتے تھے کہ جن دِنوں میں آپ ﷺ کی تکلیف بڑھ گئی اور آپ معوذات پڑھ کر خود اپنے وجود پر ہاتھ نہیں پھیر سکتے تھے تو اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ مجھے حکم دیتے تو میں معوذات پڑھ کر بطور برکت آپ کے ہاتھوں کو ہی آپ کے جسم مبارک پر پھیر دیا کرتی تھی...... اللہ اکبر

سامعین کرام! کیا ہم بھی اس قدر باقاعدگی، توجہ اور پابندی سے رات کو سوتے وقت معوذات پڑھ کر سوتے ہیں....؟ اور پھر معوذات پڑھتے ہوئے کیا ہمارا طریقہ وہی ہوتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کا تھا.....؟ اچھی طرح جان لیں رسول اللہ ﷺ کی ایک ایک ادا ہمارے لیے باعث رحمت اور برکت ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ساری زندگی رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے مطابق معوذات پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

سوتے وقت کی ایک باکمال دُعا

رسول اللہ ﷺ قرآن پاک کی مبارک آیات اور سورتوں کے ساتھ ساتھ کئی ایک پاکیزہ اَذکار اور مبارک دعاؤں کا بھی اہتمام کیا کرتے تھے اپنی اُمت کو بھی

اُن کے پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے اور شوق دلاتے تھے سب سے پہلے میں آپ کے سامنے صحیح البخاری سے ایک زبردست اور حددرجہ جامع اور مبارک دعا پیش کرتا ہوں جس کو رسول اللہ ﷺ سب سے آخر میں پڑھتے تھے اور اپنی اُمت کو بھی اسی بات کا حکم دیا کہ اِس دعا کو سب سے آخر میں پڑھا کرو اور اُس کے بعد کوئی کلام نہ کیا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ (1)

”اے میرے اللہ! میں نے اپنی جان آپ کے سپرد کردی اور اپنا چہرہ آپکی طرف متوجہ کر دیا اور اپنا معاملہ آپکے سپرد کر دیا اور اپنی کمر آپکی طرف جھکا دی اور یہ سب کچھ آپ کا شوق رکھتے ہوئے اور آپ سے ڈرتے ہوئے کیا، آپ کے سوا کوئی پناہ گاہ ہے نہ نجات کی جگہ، میں آپکی کتاب پر ایمان لایا جسے آپ نے نازل فرمایا، اور آپ کے نبی پر ایمان لایا جسے آپ نے بھیجا۔“

اِس دعا کے بہت سے فوائد ہیں، اُن میں سے تین اہم فائدے صحیح احادیث کی روشنی میں آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔

(1) جس شخص نے رات کو یہ دعا پڑھی اور وہ رات کے کسی پہر میں وفات پا گیا تو اُس کی موت فطرتِ اسلام پر ہوگی اور وہ ایمان اور اسلام پر وفات پا کر دنیا سے جائے گا، بشرطیکہ اُس کا عقیدہ اور عمل بھی اسلام اور توحید کے موافق ہو۔

(1) صحيح البخاری: 7488

② جس شخص نے رات کو یہ دعا پڑھی اور اُسے موت آ گئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس شخص کو اپنی جنت عطا فرما دیں گے۔

③ جس شخص نے رات کو یہ دعا پڑھی اور وہ صبح عافیت کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کے لیے خیر و برکت کے سب دروازے کھول دیتے ہیں، یہ دعا پڑھ کر سونے والے کی صبح خیر پر ہوتی ہے اور وہ اللہ کی طرف سے خیر اور بھلائی پر رہتا ہے۔

ذی وقار سامعین! آپ خود غور فرمائیں کہ جو شخص رات کو سوتے وقت صحیح البخاری کی یہ عظیم الشان دُعا نہیں پڑھتا وہ کس قدر خیر سے محروم ہے...؟

دِن بھر کی تھکاوٹیں دور کر دینے والا وظیفہ

کئی وظائف بہت زیادہ معروف ہوتے ہیں اور اُن کے فوائد بھی بہت زیادہ ہوتے ہیں لیکن اِس سب کچھ کے باوجود اُن پر عمل کرنے والے اور پھر ہیشگی کے ساتھ عمل کرنے والوں کی تعداد بالکل نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔

اِن معروف اور آسان ترین وظائف میں سے ایک وظیفہ یہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے جنتی عورتوں کی سردار اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بطورِ تحفہ دیا تھا اور فرمایا تھا کہ رات کو سوتے وقت (33) مرتبہ سبحان اللہ (33) مرتبہ الحمد للہ اور (34) مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو یہ تمہارے لیے خادم اور نوکر رکھنے سے بہتر ہے۔ (1)

(1) مسند احمد:104/1، إسناده حسن

اِس وظیفہ کے متعلق ہمارے علمائے کرام نے لکھا ہے کہ جو شخص رات کو سوتے وقت اِس پر پابندی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس شخص کو ساری زندگی محتاجی اور معذوری سے محفوظ فرما لیتے ہیں۔

اللہ کے بندو! رات کو سوتے وقت، سوتے وقت کی ساری سورتیں اور دُعائیں پابندی سے پڑھا کریں یہ آپ کے عقل مند ہونے کی دلیل ہے اور یہ بہت بڑی کامیابی کی نشانی ہے، اِس لیے تو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (1)

''جو لوگ اُٹھتے بیٹھتے اور اپنی کروٹوں پر لیٹتے ہر حال میں اللہ کا ذِکر کرتے ہیں اور زمین و آسمان کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں، اے ہمارے داتا یہ سب کچھ آپ نے بے کار نہیں بنایا آپ پاک ہیں پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالیں۔''

سوتے وقت کی دیگر عظیم الشان دعائیں

رسول اللہ ﷺ کبھی بھی غفلت کی نیند نہیں سوتے تھے، بلکہ بستر پر لیٹتے وقت وضو کا اہتمام کرتے اور اعلیٰ سے اعلیٰ سورتیں اور دُعائیں پڑھ کر لیٹتے تھے، آپ ﷺ کی دُعاؤں پر اگر غور کیا جائے تو آپ کی ہر دعا میں اللہ کی عظمت اور توحید

سورہ آل عمران:91

نمایاں نظر آتی ہے اور اللہ کی قسم! آپ کی دُعاؤں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ رات کو سوتے وقت اللہ تعالیٰ سے کس قدر پیار اور محبت کی باتیں کر کے لیٹا کرتے تھے۔

آج کل بڑے بڑے مذہبی لوگ بھی رات کو سوتے وقت موبائل سے کھیلتے ہوئے غفلت کی نیند سو جاتے ہیں جو کہ بے وقوفی اور جہالت کی نشانی ہے۔

آیئے! اب میں آخر میں آپ کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی چھ دُعائیں بیان کر دیتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ رات کو سوتے وقت پڑھتے تھے۔ (1)

آپ ﷺ سوتے وقت آخرت کو یاد کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کی دُعا کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے:

(1) اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ (2)

”اے اللہ! جس روز آپ اپنے بندوں کو جمع کریں تو مجھے اپنے عذاب سے بچانا۔“

آپ ﷺ رات کو سوتے وقت اللہ تعالیٰ کی سب نعمتوں کا شکر ادا کرتے تھے اور اُس کی عنایتوں کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے بستر پر لیٹتے تھے اور فرماتے تھے۔

(1) مزید دعائیں جاننے کے لیے ہماری کتاب ”کتاب الاذکار“ صفحہ 67 تا 78 کا مطالعہ فرمائیں۔
(2) جامع الترمذی:3398

② اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ ①

"ہر قسم کی تعریف اُس اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمارے لیے کافی ہو گیا اور ہمیں ٹھکانہ دیا، پس کتنے ہی لوگ ہیں جنہیں کوئی کفایت کرنے والا ہے نہ ٹھکانہ دینے والا ہے۔"

آپ ﷺ رات کو سوتے وقت اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر کے لیٹتے تھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے خیر مانگتے تھے اور کہتے تھے:

③ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهُ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ ②

"میرے پروردگار! تیرے نام کے ساتھ میں نے اپنے پہلو کو رکھا، اور تیرے نام کے ساتھ ہی اٹھاؤں گا، اگر آپ میری جان قبض کر لیں تو پھر اس پر رحم فرمانا اور اگر آپ اِسے چھوڑ دیں تو اس کی اِس طرح حفاظت فرمانا جیسے آپ اپنے صالح بندوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔"

آپ ﷺ رات کو سوتے وقت اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے تھے کہ آپ سے بڑھ کر طاقت اور قوت والا کوئی نہیں اے اللہ! ہمارے لیے آسانیاں کر دے اور آپ فرماتے تھے:

① الصحيح لمسلم: 2715
② رواه البخاري: 7393، ومسلم:2714/64

④ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ، وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ، مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَأْثَمَ، اللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ، وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ، سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ ①

''اے اللہ! میں آپ کے بزرگی والے چہرے اور آپ کے کامل کلمات کے ساتھ پناہ میں آتا ہوں، ہر اُس چیز کے شر سے جس کو آپ اُس کی پیشانی سے پکڑنے والے ہیں، اے اللہ! آپ ہر قسم کے بوجھ اور نافرمانیوں سے بچانے والے ہیں، اے اللہ! آپ کے لشکر کو شکست نہیں دی جاسکتی اور نہ آپ کے وعدے کی خلاف ورزی کی جاسکتی ہے اور نہ کسی شان والے کو اُس کی شان (بغیر عمل اور اجازت کے) آپ کے ہاں فائدہ دیتی ہے آپ اپنی حمد کے ساتھ پاک ہیں۔''

⑤ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَرَبَّ كُلِّ شَیْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِیْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنِّی الدَّيْنَ وَاَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ ②

① جامع الترمذی:3398 ② سنن ابو داؤد:5058

''اے اللہ! زمین وآسمان کے رب! اور ہر چیز کے رب! دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے! تورات، انجیل اور قرآن نازل کرنے والے، میں ہر شر والی چیز کے شر سے جس کی آپ پیشانی پکڑے ہوئے ہیں، پناہ چاہتا ہوں، آپ ہی اوّل ہیں آپ سے پہلے کوئی چیز نہیں، آپ ہی آخر ہیں آپ کے بعد کوئی چیز نہیں، آپ ہی غالب ہیں آپ سے اوپر کوئی چیز نہیں، آپ ہی باطن ہیں اور آپ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، آپ مجھ سے قرض دور کر دیں، اور مجھے محتاجی سے غنی کر دیں۔''

6 ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَفَانِیْ وَاٰوَانِیْ وَاَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَالَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَاَفْضَلَ وَالَّذِیْ اَعْطَانِیْ فَاَجْزَلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اَللّٰهُمَّ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْکَهٗ وَاِلٰهَ کُلِّ شَیْءٍ اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ)) [1]

''ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے کفایت کیا اور مجھے رہنے کے لیے جگہ دی اور مجھے کھلایا پلایا اور جس نے مجھ پر اَن گنت اِنعام واحسان کیے اور جس نے مجھے عطا فرمایا تو بہت عطا فرمایا، ہر حال میں اللہ کا شکر ہے، اے اللہ! ہر چیز کے رب اور اس کے مالک اور بادشاہ اور ہر چیز کے معبود میں جہنم سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔''

1 الصحیح المسند:959

رسول اللہ ﷺ کی سنت اور امت کی غفلت

آپ اندازہ فرمائیں کہ آپ ﷺ رات کو سوتے وقت کس قدر ذِکر وفکر اور تلاوت کر کے اپنے بستر پر لیٹتے تھے اور ہمارے گھروں میں سنت کی جگہ دو خطرناک چیزیں آچکی ہیں۔

① غفلت: بعض مذہبی گھروں میں بھی مسلمان رات کو سوتے وقت غفلت کے ساتھ سو جاتے ہیں اُن کو اِس بات کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ رات کو اپنے گھر بستر پر لیٹنا بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور اِس نعمت کا کم از کم شکریہ ہے کہ رات کو سوتے وقت کی دُعائیں اور اَذکار پڑھ کر لیٹا جائے۔

② مخالفت: اکثر گھروں میں مسلمان رات کو سوتے وقت رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مخالفت کر کے لیٹتے ہیں، یعنی ذِکر کی جگہ گانے، ڈرامے اور فلمیں دیکھتے دیکھتے سو جاتے ہیں اور اُن کو خیال تک نہیں آتا کہ ہمیں صحت، عزت اور اسلام کی دولت عطا کرنے والے اللہ تعالیٰ کا بھی ہم پر کوئی حق ہے، ہم نے اُس سچے خالق کا بھی کوئی حق ادا کرنا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ ہم سب کو سوتے وقت کے سارے اَذکار پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

هذا ما كان عندي

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقي الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

نیکی اور حسنِ سلوک کا صلہ ضرور ملتا ہے

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ①

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔''

﴿وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ②

''اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ البتہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔''

﴿اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ③

''بلاشبہ جو شخص تقویٰ اِختیار کرے اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔''

﴿وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ④

''اور احسان کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔''

تمہیدی گزارشات

موجودہ دور بہت زیادہ فتنوں کا دور ہے، آئے دِن زلزلے، سیلاب اور

① سورة الأعراف: 56
② سورة العنكبوت: 69
③ سوره یوسف: 90
④ سورة البقرة: 195

طوفان آتے رہتے ہیں، لوگوں کو برکت اور سکون نام کی کوئی چیز نظر نہیں آرہی اِس کی بہت زیادہ وجوہات ہیں، لیکن سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جس معاشرے میں ظلم عام ہو اور اپنے دائیں بائیں بے بس اور بے کس لوگوں کی خدمت اور دیکھ بھال کا جذبہ ختم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اُن پر طرح طرح کے عذاب مسلط کر دیتے ہیں اور یہی کچھ معاملہ ہمارے ساتھ بھی ہو رہا ہے اِس وقت ہر شخص اپنے مفاد پر نظر رکھتا ہے، حق تلفی اور ظلم اپنے عروج پر ہے اور ہر دوسرا شخص مجبور شخص کی مجبوری سے بھرپور فائدہ اُٹھا رہا ہے۔

ذی وقار سامعین حضرات! موجودہ حالات کا سچا واقعہ ہے کہ ایک بوڑھی عورت سڑک کنارے ڈیرے لگائے ہوئے بڑی تکلیف میں تھیں اُس کو ایک پٹھان ساتھی اپنے گھر لے آیا اور حال واحوال کے بعد پتہ چلا کہ اِس کے دو بیٹے ہیں دونوں اِس کو یہاں اکیلا چھوڑ گئے ہیں اور ایک اپنی فیملی کے ساتھ کینڈا میں ہے اور دوسرا سعودی عرب میں اور میں پیچھے سڑکوں پر دھکے کھا رہی ہوں۔

ہمیں مولانا عبدالعزیز نورستانی کا بیان کردہ واقعہ معلوم ہوا کہ پشاور میں ایک بڑھیا عورت لوگوں کے گھروں میں کام کاج کرتی تھیں جب اُس کو اندر کی بات پوچھی گئی تو اُس نے بتایا کہ میں نے اپنے بچے کو کام کاج کر کے اعلیٰ ڈاکٹر بنایا، جب وہ ڈاکٹر بن گیا تو اُس نے ایک ڈاکٹر عورت کے ساتھ شادی کر لی اور شادی کے بعد اُنہوں نے گھر کا سارا پرانا سامان نکال دیا اور مجھے بھی پرانا سمجھ کر گھر سے فارغ کر دیا اب میں لوگوں کے گھروں میں کام کاج کرتی ہوں اور لوگوں کے گھروں میں رہتی ہوں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اگر آپ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے مستقبل کو روشن کر دے اور آپ کی

زندگی کو خوشیوں سے مالا مال کر دے تو نماز روزے اور حج وعمرے کے ساتھ ساتھ ایک عمل پر خصوصی توجہ فرمائیں، اپنا ذہن بنالیں کہ میں نے اِس معاملے اور شعبے میں کبھی بھی کوئی غفلت نہیں کرنی، اللہ کی قسم! جب آپ اس ایک نیک عمل کو اپنے اُوپر نماز کی طرح فرض کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے لیے رحمتوں کے سب دروازے کھول دیں گے وہ عمل ہے ''حسنِ سلوک'' یعنی اللہ کے بندوں کے ساتھ اللہ کی رضا کے لیے اچھا سلوک کرنا اور اُن کے ساتھ نیکی کرنا، آپ بِلا اِمتیاز اللہ کے ہر بندے کے ساتھ اللہ کے لیے نیکی کریں کوئی شخص بھی آپ کو شکست نہیں دے سکے گا۔

اور یہاں ایک اور بات بھی سمجھ لیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ نیکی کا کوئی دور نہیں رہا، نیکی کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ نیکی تو اُلٹ پڑ جاتی ہے۔

یاد رکھو! ایسی باتیں کرنے والے نہایت کم علم اور کم عقل ہیں، اُن کو ابھی تک یہ بھی پتا نہیں چلا کہ اللہ کے بندوں کے ساتھ اچھا سلوک اور نیکی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کی جاتی ہے اور اُن کو یہ بھی علم نہیں کہ جس سے نیکی کی گئی ہے اگر وہ کم ظرف نکل آئے، یا آپ کی کردار کُشی شروع کر دے تو ایسی صورت میں آپ کی نیکی کا اجر کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے اور آپ نے اُس کے ساتھ اللہ کے لیے جو نیکی کی تھی اُس کا صلہ آپ کو مل کر ہی رہے گا۔

میرے مسلمان بھائیو! اِس وقت خون سفید ہو چکے ہیں لوگ اپنے ماں باپ کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کرتے ہیں، قدم قدم پہ اپنے پیاروں کی خوشیوں کا قتل کر دیتے ہیں، اپنی حرص، ہوس اور شہوت کے لیے غلط سے غلط قدم اُٹھانا بھی بہت بڑا معرکہ سمجھتے ہیں اور یہی ہماری ذِلت کی وجہ ہے۔

خدارا! حسن سلوک کرنا سیکھو، جو شخص بظاہر جتنا بڑا حاجی نمازی کیوں نہ ہو اگر وہ حسن سلوک نہیں کرتا، بظاہر اِنسان جس قدر بھی ڈگریوں کا مالک کیوں نہ ہو اگر وہ اچھا سلوک نہیں کرتا تو اُس کا مستقبل کبھی بھی روشن نہیں ہوسکتا بلکہ اُس کی آنے والی زندگی تاریک سے تاریک تر ہوتی چلی جائے گی اور جو شخص حسن سلوک کرتا ہے اور غیروں کے ساتھ اللہ کے لیے نیکی کرتا ہے تو اللہ پاک اُن پر آئی ہوئی مصیبتیں ٹال کر اُس کے لیے خیر و برکت اور عزت کے سب دروازے کھول دیتا ہے۔

اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں ابھی میں آپ کے سامنے قرآن پاک کی آیات میں سے چھوٹے چھوٹے چار ٹکڑے پیش کرتا ہوں، اِن پر پوری توجہ کے ساتھ غور کریں اور پھر اِنہیں کے مطابق زندگی بسر کریں، کامیابیاں ہر طرف سے آپ کو گھیر لیں گی، اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (1)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت اُس شخص کے قریب ہے جو گھر میں، کاروبار میں رشتے داری میں فساد بپا نہیں کرتا بلکہ ہر ایک کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور اِحسان کا معاملہ کرتا ہے، ربّ کی رحمت ایسے لوگوں کو بہت جلد نصیب ہوجاتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاص معیت اور خاص مدد بھی اُن کے ساتھ ہوتی ہے جیسا کہ اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

(1) سورۃ الأعراف: 56

﴿وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (1)

''اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ البتہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔''

اللہ تعالیٰ اچھا سلوک کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ نیکی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنی خاص محبت اور معیت کے ساتھ نوازتے ہیں ربّ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کبھی بھی اکیلا نہیں چھوڑتے اُن کو اُن کی نیکی کا صلہ ضرور مل کر رہتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ خود اِرشاد فرماتے ہیں کہ

﴿اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (2)

''بلاشبہ جو شخص تقویٰ اِختیار کرے اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔''

آپ اندازہ فرمائیں اِس سے بڑھ کر ضمانت اور تسلی کیا ہو سکتی ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ تاکیدی اُسلوب کے ساتھ اِرشاد فرماتے ہیں کہ میں اچھا سلوک کرنے والے لوگوں کے اجر کو کبھی ضائع نہیں کرتا اُن کو صلہ دے کر رہتا ہوں اُن کو اُن کی نیکی کا صلہ مل کر رہتا ہے بلکہ ایک جگہ پر اِرشاد فرمایا کہ جو لوگ اچھا سلوک کرنے والے ہیں، احسان کرنے والے ہیں، اللہ کے بندوں کے ساتھ بھلائیاں کرنے والے ہیں ہم اپنی محبتوں کے سب خزانے اُن کے نام کر دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (3)

---

(1) سورة العنكبوت: 69 (2) سوره يوسف: 90
(3) سورة البقرة: 195

''اور احسان کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔''

کتنا خوش نصیب ہے وہ جس کو بندوں کے ساتھ حسن سلوک کے بدلے اللہ کی محبت مل گئی، اللہ کے بندو! لوگوں کے ساتھ نیکی کر کے اُن کی محبت پانے کے لیے نہ تڑپا کرو بلکہ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کر کے اللہ کی محبت کے لیے بے چین اور بے قرار ہونا سیکھو۔

اور یاد رکھو! اللہ تعالیٰ نیکی کا صلہ ضرور عطا کرتے ہیں آیئے! میں آپ کے سامنے اِختصار کے ساتھ چند قدیم اور جدید واقعات بیان کر دیتا ہوں جن کی روشنی میں آپ کا ایمان تازہ ہوگا اور آپ کو حیرت ہوگی کہ ربّ تعالیٰ کسی سے کی ہوئی نیکی کا بدلہ کتنے اچھے طریقے سے عطا فرماتے ہیں:

حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کو نیکی کا صلہ کیسے ملا؟

حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کا ذِکر قرآن پاک میں کئی ایک مقامات پر بڑی تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے، اُن مقامات میں سے ایک وہ بھی موقع ہے کہ جب حضرتِ موسیٰ علیہ السلام مدین کے کنویں پر پہنچے تو اُنہوں نے وہاں پر دو جوان بچیاں دیکھیں تو اُن سے پوچھنے لگے تمہارا یہاں آنے کا کیا مقصد ہے؟ وہ کہنے لگیں ہمارا والد ضعیف ہے اور ہم بھائی کی نعمت سے بھی محروم ہیں اِس مجبوری کی وجہ سے ہم بکریاں چرانے اور کنویں سے پانی پلانے کے لیے یہاں آئی ہیں۔

حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے اُن کے ساتھ نیکی کی اور آگے بڑھ کر اُن کی بکریوں کو پانی پلایا اور شرم وحیا کے تمام تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے بڑی عزت کے ساتھ اُن

کو اُن کے گھر کی طرف روانہ کر دیا اور پھر اِس حسن سلوک کا فائدہ یہ نکلا، سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اِس نیکی کا صلہ یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے نوکری بھی دے دی، گھر بھی دے دیا، گھر والی بھی دے دی اور اِس دنیا کا سب سے بڑا اشرف ''تاجِ نبوت'' بھی آپ کے سر پر رکھ دیا اور اِسی لیے اللہ تعالیٰ بڑی تاکید اور محبت کے ساتھ اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّهٗ مَنۡ يَّتَّقِ وَيَصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ﴾ (۱)

''بلاشبہ جو شخص تقویٰ اِختیار کرے اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔''

اللہ تعالیٰ نیکی کا صلہ ضرور عطا فرماتے ہیں، سو باتوں کی ایک بات ہے کہ اپنوں کے ساتھ اور غیروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے بن جائیں، اُن کے روّیے نہ دیکھیں بلکہ اللہ سے شاباش لینے کے لیے بلا اِمتیاز نیکی کرتے جائیے ربّ تعالیٰ آپ کے مستقبل کو روشن سے روشن تر کر دیں گے اور کسی نہ کسی موقع پر آپ کو اپنی کی ہوئی نیکی کا صلہ ضرور ملے گا۔

تنخواہ سے چھ گنا زیادہ رقم کیسے ملی؟

چند سال پہلے کی بات ہے کہ ایک عورت اپنی گاڑی پر دوسرے شہر کی طرف سفر کر رہی تھی کہ اچانک صحرا میں اُس کی گاڑی خراب ہوگئی اور اُس کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ میں نے کیا کرنا ہے اِسی دوران ایک نوجوان ٹیکسی ڈرائیور نے اُس کے پاس

(1) سورہ یوسف: 90

آکر بریک لگائی اور پوچھا کہ اگر آپ کو میرے تعاون کی ضرورت ہے تو میں ہر طرح آپ کے تعاون کے لیے حاضر ہوں، عورت نے جب نوجوان کی بات سُنی اور اُس کی خستہ حالی اور اُس کی غربت کے آثار اُس پر نمایاں دیکھے تو پہلے گھبرا گئی کہ کہیں میرے ساتھ ناخوش گوار معاملہ نہ کرے، لیکن بظاہر کوئی چارہ نہ ہونے کی وجہ سے اُس نے اُس سے تعاون لیا اور کہا میری گاڑی کو فلاں سٹاپ تک کسی طرح پہنچا دے اُس نوجوان نے بھرپور تعاون کیا اور جب اُس نے اُس کو مطلوبہ جگہ پر پہنچایا اور وہ عورت وہاں پہنچ کر کہنے لگی آپ کا نام کیا ہے اُس نے کہا میرا نام ''آدم'' ہے، پھر اُس نے کہا میں آپ کو کتنے پیسے دوں اور آپ کی اجرت کتنی بنتی ہے؟ اُس نوجوان نے کہا:

لَا شَيْءَ، أُجْرَتِي أَنْ تَفْعَلِي الْخَيْرَ، مَعَ مَنْ تَجِدِيْهِ ①

کوئی اجرت نہیں، میری اجرت یہی ہے کہ جو کوئی ضرورت مند آپ کو ملے تو اُس کے ساتھ کوئی نیکی کر دینا

اتنی بات کہہ کر وہ نوجوان چل دیا اور یہ عورت اُس کے حسن سلوک پر اور اِس اِخلاص بھری نیکی پر بہت زیادہ حیران ہوئی اور قریب ایک پٹرول پمپ پے قہوے اور چائے وغیرہ کی دوکان سے کچھ کھانے پینے کے لیے بیٹھ گئی اِسی دوران اُس کے پاس ایک ایسی ویٹر عورت آئی جس کی ولادت کے دِن قریب تھے لیکن وہ بیچاری اپنی مزدوری کر رہی تھی اور قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ یہ عورت اُسی ٹیکسی ڈرائیور کی بیوی تھی جس نے اُس کو منزل پر چھوڑا تھا۔

① یہ واقعہ آپ گوگل پر بھی دیکھ سکتے ہیں، هل جزاء الإحسان إلا الإحسان، قصص

اِس گاڑی والی عورت نے اُس ویٹر عورت سے پوچھا: اے اللہ کی بندی! کیا وجہ ہے تیرے ہاں ولادت کا وقت قریب ہے اور تو اِس طرح کام کاج کر رہی ہو اُس نے کہا میں غریب عورت ہوں اور میرے پاس اتنے پیسے بھی نہیں کہ میں ولادت کے معاملات کو اچھے طریقے سے حل کر سکوں اِسی دوران اِس عورت نے اُس سے حال واحوال پوچھا اور بعد میں جاتے ہوئے اُس کو اُس کی موجودہ تنخواہ سے چھ گُنا زیادہ رقم دے کر چلی گئی اور کہا: اپنے معاملات کو اچھے طریقے سے حل کر لینا۔

پیارے مسلمان بھائیو! اِس طرح کے درجنوں واقعات روزانہ ہمارے معاشرے میں ہوتے ہیں جن کا خلاصہ ایک جملے میں یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی سے کی ہوئی نیکی ضائع نہیں کرتا، اُس ٹیکسی ڈرائیور نے اگر صحرا میں کھڑی عورت کے ساتھ اللہ کے لیے نیکی کی تو ربّ تعالیٰ نے اُس عورت سے یہ نیکی کروائی کہ وہ اُس ڈرائیور کی بیوی کو ایک چائے کے کپ پر ٹپ کے طور پر چھ گُنا تنخواہ کے برابر رقم دے کر چلی گئی، اِسی لیے تو اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (1)

''اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ البتہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔''

تین نوجوان موت کے منہ سے کیوں بچے؟

صحیح البخاری میں ایک معروف واقعہ ہے اور آپ خطبائے کرام سے بار بار یہ واقعہ سُنتے رہتے ہیں اور اِس پورے واقعہ کا خلاصہ یہی ہے کہ نیکی کرنے والے شخص کو

(1) سورة العنكبوت: 69

زندگی میں کسی نہ کسی موقع پر کسی نہ کسی رنگ میں صلہ ضرور ملتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرنے والے کو اچھے صلے سے محروم نہیں رکھتے۔

جب تینوں نوجوان غار میں پھنس گئے تو اُن میں سے ایک نے کہا: اے میرے اللہ! جب میں ایک دفعہ بکریاں چراتے ہوئے لیٹ ہو گیا تھا اور میرے ماں باپ سو گئے تھے تو میں ساری رات دودھ کا پیالہ پکڑ کر اپنے ماں باپ کے سرہانے کھڑا رہا تھا اور اُس وقت تک اپنے بچوں کو ایک گھونٹ تک نہ پلایا تھا جب تک میرے والدین نے اُٹھ کر نہیں پیا تھا۔

دوسرے نے کہا تھا: اے میرے اللہ! ایک بے بس عورت جب میرے پاس ضرورت کے لیے کچھ رقم لینے آئی تھی تو میں نے اُس کو کہا تھا اُس وقت تک تجھے پیسے نہیں دوں گا جب تک تو میرے ساتھ بدکاری نہیں کرے گی وہ حالات کی ماری نہ چاہتے ہوئے بدکاری کے لیے تیار ہو گئی اور میں تو پہلے سے ہی تیار تھا جب اُس نے کہا کہ اے نوجوان! اللہ سے ڈر جاؤ تو اللہ میں صرف تیری وجہ سے ڈر گیا تھا۔

تیسرے نے کہا: اے میرے اللہ! میرے پاس مزدوری کرنے والا شخص جب غصے میں آ کر اپنی مزدوری کو چھوڑ گیا اور میں نے اُس کی رقم سے کاروبار کیا تو وہ بھی کئی مہینوں کے بعد اپنی رقم لینے آ گیا تو میں نے اُس کو اُس کی مزدوری سے کیے ہوئے کاروبار سے حاصل ہونے والے سارے اونٹ، ساری بکریاں اور باقی سارا ساز و سامان واپس کے حوالے کر دیا، اُس کو یقین نہ آ رہا تھا لیکن پھر بھی میں نے سارا کچھ اُس کو دے دیا۔

اے ہمارے اللہ! اگر ہماری یہ نیکیاں تجھے پسند ہیں تو ہمارے لیے کوئی

آسانی کردے، چنانچہ اللہ پاک نے اِن تینوں کونیکیوں کا اور حسن سلوک کر صلہ دیتے ہوئے ایسا کرم کیا کہ جنگل بیابان اور صحراؤں میں ایک پہاڑ میں بند غار سے اپنی خصوصی رحمت کے ساتھ باہر نکالا اور سلامتی کے ساتھ اُن کو اُن کے گھروں میں پہنچا دیا اور یہی بات اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (1)

''بلاشبہ جوشخص تقویٰ اِختیار کرے اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔''

اگر کوئی شخص اپنی نیکی کا لازمی صلہ لینا چاہتا ہے تو اُس کے لیے بنیادی شرط ''اِخلاص'' ہے اور یہی شرط ہم میں موجود نہیں ہوتی، ہم تو بغیر مفاد کے ایک قدم اُٹھانا بھی وقت کا ضیاع سمجھتے ہیں جبکہ یہ نیکی کا ضیاع نہیں، بلکہ یہیں سے نیکی کا صلہ شروع ہوتا ہے اور آسمان کی بلندیوں کو چھوجاتا ہے۔

ربِّ محمد ﷺ کی قسم! جس شخص نے بھی اللہ کے لیے اپنے کسی پیارے کے ساتھ یا والدین کے ساتھ یا کسی بھی مسلمان کے ساتھ مفادات کو پیچھے چھوڑتے ہوئے حسنِ سلوک کیا ہے، نیکی کی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس کو حیران کُن صلہ اور برکتیں عطا کی ہیں، ماضی قریب کا ایک سچا واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، اللہ کے لیے اُس کو توجہ سے سُنیں اور اللہ کے لیے حسن سلوک کرنے والے بن جائیں۔

---

(1) سورہ یوسف: 90

بیٹی کو باپ سے نیکی کا کمال صلہ

ماضی قریب کی بات ہے کہ ایک شخص کی بیوی فوت ہوگئی اور اُس کی پانچ بیٹیاں تھیں اُن بیٹیوں کے لیے رشتے آنے شروع ہوئے تو بڑی بیٹی نے صرف اِس وجہ سے شادی کرنے سے اِنکار کر دیا کہ والد کی خدمت کے لیے کوئی نہیں رہے گا، جب تک والد زندہ ہے میں شادی نہیں کروں گی بلکہ اپنے والد کی خدمت کروں گی، چنانچہ چھوٹی چاروں بہنوں کی شادی ہوگئی اور یہ اکیلی گھر میں اپنے والد کی خدمت میں لگی رہی، کھلانے، پہنانے کے علاوہ باقی دیگر ضروریات بھی پوری کرتی رہی یہاں تک کہ اُس کا والد فوت ہو گیا والد کی وفات کے بعد جب اُنہوں نے اُس کی وصیت کو کھولا تو اُس میں لکھا تھا:

لَا تَقْسِمُوا الْبَيْتَ حَتّٰى تَتَزَوَّجَ أُخْتُكُمُ الْكَبِيْرَةُ الَّتِي ضَحَّتْ بِسَعَادَتِهَا مِنْ أَجْلِ سَعَادَتِكُمْ

''گھر کو اُس وقت تک تقسیم نہ کرنا جب تک تمہاری بڑی بہن شادی نہ کر لے جس نے تمہاری خوشی کی خاطر اپنی خوشی کی قربانی دی تھی۔''

لیکن اللہ کا کرنا چاروں بہنوں نے باپ کی وصیت اور بہن کی قربانی کا خیال نہ رکھتے ہوئے اپنے اپنے حصے حاصل کرنے کے لیے مکان فروخت کر لیا جبکہ بڑی بہن کے لیے سوائے اللہ کے کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

جب کسی طرف سے کچھ سمجھ نہ آیا تو اُن کی بڑی بہن نے مکان خریدنے والے سے رابطہ کیا:

وَقَصَّتْ عَلَيْهِ قِصَّةَ وَصِيَّةِ وَالِدِهَا

اور اُس کو اپنے باپ کی خدمت اور اُن کی وصیت کا سارا واقعہ سُنا دیا

اور ساتھ یہ طلب ظاہر کی کہ چند ماہ مجھے اِس مکان میں رہنے دیا جائے تا کہ میں اپنے مستقبل یا اپنی شادی کے لیے کچھ غور وفکر کرلوں اور مجھے کسی جگہ کوئی ٹھکانہ مل جائے۔

خریدار کوئی خاندانی اور نسلی شخص تھا اُس نے اِس عرض کو قبول کرلیا، چنانچہ ہر بہن اپنا حصہ لے کر اپنے اپنے گھر کو چلی گئی اور یہ بڑی بہن چند مہینوں کی مہلت ملنے پر خوش تھی اور اللہ تعالیٰ سے چمٹ چکی تھی اور اُس کے دِل میں یہ جذبہ بہت بڑھ چکا تھا کہ میرا اللہ مجھے کبھی بھی ضائع نہیں کرے گا، چنانچہ چند ماہ کے بعد مکان خرید نے والے نے رابطہ کیا، جب اُس نے رابطہ کیا تو بڑی بہن یہ سمجھی کہ شائد اب مجھے اِس مکان سے نکال دیا جائے گا اور ابھی تک کچھ سمجھ نہیں آیا تھا کہ میں نے اپنے مستقبل کے لیے کیا کرنا ہے، چنانچہ مالک مکان نے کہا اے اللہ کی بندی! اِس مکان سے نکالنے کے لیے میں تجھے نہیں آرہا بلکہ تیری اپنے باپ سے کی ہوئی نیکی کی وجہ سے اور تقوی کی وجہ سے میں نے اِس مکان کی رجسٹری تیرے نام کروا دی ہے اب اِس مکان کی مالک تم ہو میں نہیں ہوں، البتہ اگر تم مجھ سے نکاح کرنا چاہو تو میں تجھے اپنی بیوی بنانے کے لیے بھی تیار ہوں، چنانچہ وہ بڑی بہن نکاح پر بھی راضی ہوگئی اللہ تعالیٰ نے باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا صلہ یہ دیا کہ وہی مکان بھی دے دیا اور مکان والا بھی دے دیا اور جب اُس کو اِس خوشی کا پتہ چلا تو اُس کی حالت یہ تھی:

فَبَكَتِ الأُخْتُ الْكَبِيْرَةُ وَعَلِمَتْ أَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ عَمَلَ الْمُحْسِنِيْنَ (1)

(1) یہ واقعہ آپ گوگل پر بھی دیکھ سکتے ہیں، ما قدر الله يكون، الأخت الكبيرة

وہ رو پڑی اور اُس پر یہ بات ظاہر ہو چکی تھی کہ اللہ تعالیٰ اچھا سلوک کرنے والے لوگوں کے صلے کو ضائع نہیں کیا کرتے۔

اِس واقعہ میں میرے اور آپ کے لیے عبرت کا بہت بڑا سامان ہے اور یہ واقعہ آج بھی پکار پکار کر کہہ رہا ہے کسی سے کی ہوئی نیکی اور بالخصوص والدین کی خاطر کوئی شخص کسر برداشت کر لے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے شخص کو کبھی ضائع نہیں کرتے اور یہی قرآن کا اٹل فیصلہ ہے۔

﴿اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (1)

''بلاشبہ جو شخص تقویٰ اِختیار کرے اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔''

ماں کی خدمت کا صلہ

صحابہ وتابعین اور سلف صالحین کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے اپنے والدین کی خدمت کے لیے حج جیسا مبارک عمل بھی نہیں کیا، صرف اس لیے دین پڑھنے نہیں گئے کہ گھر میں والدین کی خدمت کے لیے کوئی نہیں ہے، اگر میں چلا جاؤں تو پیچھے سے اِن کی دیکھ بھال کون کرے گا۔

سب سے بڑھ کر آپ قرن قبیلے کے اویس کو دیکھ لیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کو تمام تابعین میں سے سب سے بہترین تابعی قرار دیا ہے آپ ﷺ

(1) سورہ یوسف: 90

نے فرمایا تھا کہ اُن سے بخشش کی دُعا کروانا اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کی دُعا کو ردّ نہیں کریں گے، چنانچہ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کو پہچان کر اُن سے دُعا کروائی تھی۔

سوال یہ ہے کہ اتنا بڑا رتبہ یہ کس نیکی کا صلہ تھا؟ اِس کے متعلق امام ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ اپنی والدہ کی بہت زیادہ خدمت کرنے والے تھے اور وہ اِس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے کہ پیچھے سے والدہ کو سنبھالنے والا کوئی نہیں:

إِنَّمَا مَنَعَ أَوَيْسًا أَنْ يَقْدُمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم بِرُّهٗ بِأُمِّهٖ ①

اُن کو صرف ماں کی خدمت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے روکے رکھا

نوجوان بھائیو! اگر آپ اپنے مستقبل کو روشن دیکھنا چاہتے ہیں، اپنے آپ کو بہت جلد بلند مقام پر دیکھنا چاہتے ہیں تو اُس کے لیے آسان ترین اور بہترین عمل یہ ہے کہ اپنے والدین کا خیال کریں، اِن پیاروں کے ساتھ حسن سلوک کریں، اُن کے ساتھ نیکی کریں اور دُنیاوی مفاد کو سامنے رکھے بغیر ہر ایک کے ساتھ اللہ کے لیے نیکی کریں ربّ تعالیٰ آپ کو ضرور صلہ عطا کریں گے کیونکہ یہ ربّ کا وعدہ ہے کہ

﴿إِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ②

''بلاشبہ جو شخص تقویٰ اِختیار کرے اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔''

① حلية الأولياء 70/2، طبع دار الفكر ② سورہ یوسف: 90

شاندار کوٹھی مل کر رہی

ابھی زندہ مثال ہے ہمارے گوجرانوالہ میں ایک شیخ صاحب ہیں اُنہوں نے اپنے والدین کی دیکھ بھال کی اور اِس کے بعد اپنے بہن بھائیوں کی شادیوں میں لگے رہے یہاں تک کہ اُن کے اپنے بچے جوان ہو گئے لیکن اُن کے پاس اپنے رہنے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا چند سال قبل امریکہ سے اُن کے عزیز نے اُن کو آفر کی کہ آپ کسی بھی کالونی میں اپنے لیے اچھا سا مکان دیکھ لیں رقم میں ادا کروں گا، چنانچہ اُنہوں نے اپنے لیے بہترین سی کوٹھی دیکھی اور ساری رقم امریکہ میں رہنے والے عزیز نے ادا کر دی اِسی بات کو اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہوئے اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ﴾ (1)

''بلاشبہ جو شخص تقویٰ اِختیار کرے اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔''

پیارے مسلمان بھائیو! اپنے بڑوں کے ساتھ، بے کسوں اور بے بسوں کے ساتھ نیکی کرنے سے جہاں دُنیا میں صلہ ملتا ہے وہاں جنت میں بھی اللہ تعالیٰ بلندیاں عطا کرتے ہیں، نیکی کرنے والے کے اجر کو کبھی ضائع نہیں کیا جاتا۔

ماں سے نیکی کی وجہ سے جنت میں قراءت اور اعلیٰ رتبہ

آپ سب نے رسول اللہ ﷺ کے بدری صحابی سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ کا نام تو سُنا ہوگا، نبی ﷺ نے جب جنت دیکھی تو حضرت حارثہ کو جنت کی بلندیوں پر فائز پایا

(1) سورہ یوسف: 90

اور اُن سے قرأت سُنی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نیکی کا صلہ اِسی طرح ہوتا ہے، نیکی کا صلہ اِسی طرح ہوتا ہے۔ ①

مشہور مورخ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكَانَ بَرًّا بِأُمِّهِ رضی اللہ عنہ ②

وہ اپنی ماں کے ساتھ بہت زیادہ نیکی کرنے والے تھے۔

عبادت گزار مگر ظالم

شیطان نے عجیب طریقے سے انسانوں کو گمراہ کر رکھا ہے وہ بعض اعلیٰ درجے کے عبادت گزار لوگوں کو بدترین ظالم اور بے رحم بنا دیتا ہے اور بعض حد درجہ بے نماز اور بے دین لوگ بڑے ہی اچھے اخلاق کے مالک ہوتے ہیں، حالانکہ یہ دونوں طرح کے لوگ ناکام ہیں اصل کامیابی یہ ہے کہ مسلمان جہاں اعلیٰ درجے کا عبادت گزار ہو وہاں اعلیٰ درجے کا رحم دِل بھی ہو اور اِسی طرح جو شخص اعلیٰ درجے کا بااخلاق ہو وہ اعلیٰ درجہ کا نمازی بھی ہو اِس وقت ہمارے معاشرے میں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ بڑے بڑے دین دار پرلے درجے کے بے رحم، ظالم اور بدسلوکیاں کرنے والے ہوتے ہیں۔

سامعین کرام! آج کے سارے خطبے کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ اگر آپ اپنے مستقبل کو روشن دیکھنا چاہتے ہیں تو آئے دِن اللہ کی نعمتوں میں آگے سے آگے بڑھنا

① مسند احمد: 24126، صحیح ابن حبان:7014، سلسلہ صحیحہ:913
② سیر اعلام النبلاء: 278/2

چاہتے ہیں تو اُس کے لیے نماز روزے کے بعد کرنے والا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ غیروں، اپنے رشتے داروں اور والدین کے ساتھ نیکی کرنے والے بن جائیں، ہر قدم پر اُن کے ساتھ اچھا سلوک کریں ربّ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا اور آپ کو کی ہوئی نیکی کا صلہ مل کر رہے گا، کیونکہ پوری کائنات غلط ہوسکتی ہے ربّ کا وعدہ اور ربّ کا اصول کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔

﴿اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (1)

''بلاشبہ جو شخص تقویٰ اِختیار کرے اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔''

هذا ما كان عندی

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقی الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

(1) سورہ یوسف: 90

صبر و یقین

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ﴾ (1)

"اور ہم نے اُن میں سے امام بنائے وہ ہمارے حکم کے ساتھ رہنمائی کرتے تھے جب اُنہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے۔"

تمہیدی گزارشات

دُنیا کی زندگی بہت بڑی آزمائش گاہ ہے یہاں ہر ایک کو آزمایا جاتا ہے، نیک ہو یا بد ہر ایک کی آزمائش ہوتی ہے اور ضرور ہوتی ہے۔

کئی لوگ صحت کے معاملے میں آزمائے جاتے ہیں اُن پر ایسی ایسی جسمانی اور روحانی بیماریاں آتی ہیں کہ اُن کے دِن رات کا سکون ختم ہو جاتا ہے۔

کئی لوگ مال کے معاملے میں آزمائے جاتے ہیں اُن کو کئی کئی سال گزارے کا رِزق بھی نہیں ملتا وہ بیچارے قرض کے بوجھ تلے دبے رہتے ہیں۔

کئی لوگ لمبا عرصہ اولاد کی نعمت سے محروم رہتے ہیں، علاج معالجہ اور دَم درود کے باوجود اُن کو اُمید کی کوئی کِرن نظر نہیں آتی۔

(1) سورة السجدة:24

① اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت پر روک کر رکھنا، نفس کے نا چاہنے کے باوجود اپنے آپ کو اللہ کی فرمانبرداری اور احکامات کے ساتھ باندھ کر رکھنا یہ بھی صبر ہے آپ کا جی نہیں چاہتا کہ فجر کے وقت بستر چھوڑیں لیکن آپ اللہ کا حکم سمجھ کر فجر کے لیے مسجد کی طرف اُٹھ کھڑے ہوں، اب ایک شخص دُکھ پر تو صبر کرتا ہے لیکن اللہ کے احکامات پر صبر نہیں کرتا، یعنی اُن پر اپنے آپ کو پابند نہیں کرتا ایسا شخص کسی صورت بھی صابر کہلا سکتا ہے اور نہ ہی جو صبر کرنے والوں کو انعامات ملنے والے ہیں اُن کو حاصل کر سکتا ہے، صبر کی پہلی قسم کو "اَلصَّبْرُ عَلَى الطَّاعَةِ" کہا جاتا ہے یعنی فرمانبرداری پر قائم رہنا اور اُس پر صبر کرنا۔

② صبر کی دوسری قسم کو "اَلصَّبْرُ عَلَى الْمَعْصِيَةِ" نافرمانی کے خلاف صبر کرنا یعنی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روک کر رکھنا اب جو شخص کھلے عام یا چھپ کر بدی بدکاری کرے اور سمجھے کہ میں نے فلاں نقصان پر صبر کر لیا تھا، لہٰذا میں بڑا صابر شخص ہوں تو یہ اُس کی بہت بڑی غلط فہمی ہے کیونکہ کوئی شخص اُس وقت تک صابر کہلا ہی نہیں سکتا اور صابرین کی صف میں شامل ہو ہی نہیں سکتا جب تلک اپنے نفس کو بُرائیوں سے روک کر نہ رکھے اور اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے میں کامیاب نہ ہو اِس لیے صبر کے لیے اپنے آپ کو نیکی پر روکنا اور اپنے نفس کو بُرائی کے خلاف روکنا اَز حد ضروری ہے۔

③ صبر کی تیسری، اہم اور مشہور قسم "اَلصَّبْرُ فِى الْبَلَاءِ بِمُلَاحَظَةِ حُسْنِ الْجَزَاءِ" آزمائش پر صبر کرنا، دُکھ میں صبر کرنا، پریشانی میں صبر کرنا، تکلیف اور نقصان میں صبر کرنا یہ نیت رکھتے ہوئے واویلا اور گِلہ شکوہ نہ کرنا کہ مجھے میرا

اللہ اِس کی اچھی جزا ضرور عطا کرے گا اور مجھے بہت جلد اِس تکلیف پر صبر کرنے کی وجہ سے اللہ کی رحمت اور محبت حاصل ہوگی اور اِس صبر کی بہترین کیفیت یہ ہے کہ اِنسان دُکھ اور نقصان کی گھڑی میں اللہ کے ذِکر کے ساتھ چمٹ جائے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ بہت بڑے روحانی معالج تھے آپ کی کتابیں روح کی ہر مرض کو جڑ سے ختم کر دینے والی ہیں آپ رحمہ اللہ صبر کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں، دین کی راہ میں اور دعوت کے میدان میں آنے والی تکلیف پر صبر کرنا وہ جسمانی تکالیف پر صبر کرنے سے کئی گنا افضل ہے آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دعوتی میدان کا صبر جسمانی تکلیف کے صبر سے افضل ہے:

كَانَ صَبْرُ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسٰى وَنُوحٍ عَلٰى مَا نَالَهُمْ فِي اللّٰهِ بِاخْتِيَارِهِمْ وَفِعْلِهِمْ وَ مُقَاوَمَتِهِمْ قَوْمَهُمْ أَكْمَلَ مِنْ صَبْرِ أَيُّوبَ عَلٰى مَا نَالَهُ فِي اللّٰهِ مِنِ ابْتِلَائِهِ وَامْتِحَانِهِ (1)

''ابراہیم، موسیٰ اور نوح علیہم السلام نے اپنے اِختیار اور فعل سے قوم سے ٹکر لے کر اللہ کی راہ میں جو تکالیف برداشت کی ہیں اُن کا صبر حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر سے زیادہ کمال والا ہے جو انہوں نے اللہ کے لیے اُس کی آزمائش اور اِمتحان میں صبر کیا تھا۔''

(1) مدارج السالکین: 2 / 473

صابر کون ہے...؟

اب یہ بات اور حقیقت آپ کو اچھی طرح سمجھ آ چکی ہوگی کہ صابر وہ ہے جو برائی کے خلاف صبر کرے، صابر وہ ہے جو نیکی پر صبر کرے اور صابر وہ ہے جو دُکھ میں صبر کرے، اِن تمام باتوں کا سادہ مفہوم یہ ہے کہ تکلیف اور آزمائش کے دِنوں میں بھی نیکی پر ڈٹ جانا، بدی سے منہ پھیر لینا اور تکلیف کے کڑوے گھونٹ کو بھی شہد سمجھ کر پی جانا یہ آپ کے سچے اور اچھے صابر ہونے کی نشانی ہے اور جو شخص ایسا صبر کر لیتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی نسل میں دین کے امام پیدا کر دیتے ہیں۔

کیا خوب فرمایا ہے کائنات کے خالق و مالک نے

﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ﴾ (1)

''اور ہم نے اُن میں سے امام بنائے وہ ہمارے حکم کے ساتھ رہنمائی کرتے تھے جب اُنہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے۔''

یاد رکھو! صبر ایک ایسی روشنی ہے جس سے انسان کا مستقبل چمک اُٹھتا ہے اور یہ روشنی آئندہ نسلوں کی تاریک راتیں بھی روشن کر دیتی ہے، حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ (2) اور صبر روشنی ہے۔ انسان صبر کرے تو زندگی کی راہیں روشن ہوتی ہیں

(1) سورة السجدة:24

(2) الصحيح لمسلم:223

آپ کو صبر کرنا ہو گا اپنے مزاج کے خلاف، اندر کی بُری نفسیات کے خلاف، لوگوں کی دھتکاروں کے خلاف، لوگوں کی باتوں کے خلاف گندے دوستوں کے خلاف تباہ کُن مجلسوں کے خلاف اور بڑے بڑے زبان دراز منافقوں کی تہمتوں کے خلاف، ربّ کی قسم! صبر کرلو اللہ آپ کے ساتھ ہے جیسا کہ قرآن پاک میں کئی ایک مقامات پر آیا ہے:

﴿ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ ﴾ (1)

”اور صبر کرو، بلاشبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔“

یعنی اللہ کی نصرت، محبت معیتِ خاصہ اُن کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو تنہا نہیں چھوڑتے بلکہ

﴿ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ ﴾ (2)

”اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اچھی جزا عطا کرتے ہیں، صبر کرنے والوں کو اُونچا کرنا اور اُن کی نسلوں کو اُمت کی قیادت دینا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

﴿ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ (3)

”البتہ ضرور ازضرور ہم اُن لوگوں کو اُن کے اجر کا بدلہ دیں گے جو وہ بہت خوب اعمال کیا کرتے تھے۔“

(1) سورۃ الأنفال:46
(2) سورۃ البقرۃ:249
(3) سورۃ النحل:96

یادرکھو! حالات جس قدر بھی سخت کیوں نہ ہوں صبر کرنے والوں کو اچھی جزا ملتی ہے اور بغیر حساب کے ملتی ہے اُن کو اللہ کی محبت اور اللہ کی بشارت بھی نصیب ہوتی ہے جیسا کہ خود رب العالمین نے اپنی پاک کلام میں اِرشاد فرمایا ہے:

﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ﴾ ①

''اور اللہ صبر کرنے والوں سے پیار کرتا ہے۔''

اور دوسرے پارے میں رسول اللہ ﷺ کو حکم دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

﴿وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ﴾ ②

''اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سُنادو۔''

ذی وقار سامعین کرام! غرض کہ دُنیا میں ہر خیر پانے کے لیے اپنے آپ کو صبر کا عادی بنائیں، نیکی پر ہمیشگی کریں، برائی سے بچ کر رہیں اور ہر دُکھ اور تکلیف میں اللہ کے فیصلے پر راضی رہیں یہی سوچ، فکر اور صبر آپ کے لیے اللہ کی جنت میں اعلیٰ پروٹوکول کا باعث ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اِس کا نقشہ کھینچتے ہوئے اِرشاد فرمایا ہے:

﴿وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ ③

''اور اُن پر فرشتے ہر دروازے سے سلام کہتے ہوئے داخل ہونگے کیونکہ اُنہوں نے صبر کیا تھا پس عاقبت کا گھر کیا ہی عمدہ گھر ہے۔''

---

① سورہ آل عمران:146 ② سورة البقرة:155
③ سورة الرعد:24،23

اور اسی اعزاز اور شرف کو سورت الفرقان کے آخر میں کچھ یوں بیان کیا گیا ہے۔

﴿أُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝﴾ (1)

”وہی لوگ ہے جو بدلے میں بالا خانے دیئے جائیں گے کیونکہ اُنہوں نے صبر کیا اور اُن کا تحائف اور سلامتی کے ساتھ استقبال کیا جائے گا وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے بہت اچھی ہے وہ ٹھہرنے کی جگہ اور مقام۔“

پیارے مسلمان بھائیو! یہی بات میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ کامیابی کے لیے دو کام کرلو پہلا کام صبر ہے اور یہ سب سے نایاب اور قیمتی خزانہ ہے اور یہ ہمیشہ مانگنے سے ملتا ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

وَمَنْ يَصْبِرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِنْ عَطَاءٍ خَيْرًا وَّأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ (2)

”اور جو صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کو صبر کی قوت عطا فرما دے گا۔“

اور کسی کو ایسا کوئی عطیہ نہیں دیا گیا جو صبر سے زیادہ بہتر ہو اور اُس سے زیادہ وسعت والا ہو۔

اِس وقت ہماری نوجوان نسل کو بھی صبر کی ہی ضرورت ہے، اللہ کی قسم! نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی عشقیہ داستانیں سُن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ کیسے یہ نسل اپنے

(1) سورة الفرقان: 75، 76

(2) صحیح البخاری: 1469، الصحیح لمسلم: 1053

منہ کالے کر رہی ہے اور اپنے خاندان کی عزت کو خاک میں ملا رہی ہے، لڑکیوں میں تو بے صبری اِس قدر بڑھ چکی ہے کہ وہ پُورے خاندان کی عزت کو خاک میں ملا کر ایک لفنڈر کے پیچھے گھر سے بھاگ نکلتی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جوانی کی عمر میں فحاشی کے خلاف صبر یہ سب سے بڑا صبر ہے شیخ الاسلام ابن تیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام نے "زلیخا" ① کے محل میں اپنی عزت بچانے کے لیے جو صبر کیا تھا وہ اُس صبر سے بہتر تھا جو صبر اُنہوں نے بھائیوں کے پھینکنے پر کنوئیں میں کیا تھا کیونکہ کنوئیں میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس کوئی اختیار ہی نہیں تھا، سوائے صبر کے کوئی چارہ ہی نہیں تھا لیکن زلیخا کے محل میں تو اختیار بھی تھا، جوانی بھی تھی، سامنے ایک مال دار حسن پری بھی تھی اور دیکھنے والا بھی کوئی نہ تھا لیکن اِس شہوت انگیز صورتحال میں بھی اُنہوں نے صبر کیا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایک اور آزمائش میں توڈالا لیکن بالآخر اِس پاک باز نوجوان کو مصر کا تخت عطا فرما دیا اور قرآن میں اُن کے نام اور پاکیزہ مثالی کردار کی سورت نازل فرما دی، شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

وَكَانَ صَبْرُ يُوسُفَ عَنْ مُّطَاوَعَةِ امْرَأَةِ الْعَزِيْزِ عَنْ شَأْنِهَا أَكْمَلَ مِنْ صَبْرِهٖ عَلٰى إِلْقَاءِ إِخْوَتِهٖ لَهٗ فِي الْجُبِّ ②

① یاد رہے یہ نام قرآن وحدیث میں کہیں نہیں بعض مفسرین نے اِس کو ذِکر کیا ہے اور یہ لام کی زیر کے ساتھ ہے ② مدارج السالکین: 451/2

اور یہی بات قرآن کہتا ہے

﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ۝۲۴﴾ (1)

''اور ہم نے اُن میں سے امام بنائے وہ ہمارے حکم کے ساتھ رہنمائی کرتے تھے جب اُنہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے۔''

کرنے والا دوسرا کام

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ ربّ تعالیٰ میری نسل میں قائد، لیڈر اور دین کے امام پیدا کرے تو وہ اپنے اندر صبر کی تینوں قسمیں پیدا کر کے ایک سچا صابر انسان بنے اور اِس کے ساتھ ساتھ دوسرا کام یہ کرے کہ وہ اپنے اندر یقین پیدا کر لے، اُس کو اپنے ربّ کے وعدوں پر مکمل اعتماد ہو اور سرتاپا اُس کے صرف یہی جذبات ہوں کہ جو میرے ربّ نے کہہ دیا ہے، جو میرے ربّ نے کامیابی کے اصول بیان کر دیئے ہیں وہ ہو کر رہیں گے میرے ربّ کی سب باتیں چٹان سے زیادہ مضبوط اور سچی ہیں۔

جس شخص میں صبر و یقین پیدا ہو جائے ربّ اُسے اور اُس کی نسل کو دین کی امامت کے لیے پسند فرما لیتے ہیں اِس وقت بربادی کی سب سے بڑی وجہ بے صبری ہے اور بے قراری ہے اور بے قراری کی سب سے بڑی وجہ بے یقینی ہے، اللہ کی قسم! جو بندہ صبر و یقین کے ساتھ کھڑا ہو جائے اُسے کوئی گرا نہیں سکتا۔

(1) سورة السجدة:24

شکی بندے کا اللہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، اپنے آپ پر بھی یقین نہ چھوڑنا اور کبھی اللہ پر بھی یقین نہ چھوڑنا، ورنہ ٹوٹ کر ایسے بکھر جاؤ گے کہ کوئی تمہیں سمیٹنے والا نہیں آئے گا، یقین رکھنا اللہ تو صرف یہ دیکھ رہا ہے کہ تجھ میں کتنا دَم ہے ربّ تو تجھے آزمائش کی بھٹّی میں ڈال کر تجھے پالش کرنا چاہتا ہے اور تجھے ترقی دینا چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تو سورہ بقرہ پہلے صفحہ میں دو بار یقین کی بات فرمائی ہے اور کہا ہے کہ ہدایت اور کامیابی کے سب خزانے اُنہیں کو ملتے ہیں جن کو ہم پر، ہماری کتاب پر، ہماری ذات پر اور ہماری آخرت پر یقین ہوتا ہے۔

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۝ فِيْهِ ۝ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝﴾ (1)

''یہ ایسی کتاب ہے جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں پرہیز گاروں کے لیے ہدایت نامہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن کے پہلے صفحے میں واضح کر دیا کہ اگر مجھ سے تعلق بنانے اور بڑھانے کی نیت ہو تو پھر سب سے پہلا کام یقین ہے، یقین کا جذبہ لے کر آؤ، میں ہدایت اور عطا کی انتہا کر دوں گا اور اسی طرح اِسی صفحے کے آخر میں فرمایا کہ

﴿وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝﴾ (2)

''اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں۔''

یعنی نکتہ آغاز وہ یقین ہے اور بغیر یقین کے کچھ نہیں اور یہی بات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی ایک مقامات پر اِرشاد فرمائی ہے ایک جگہ قرآن مجید کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(1) سورۃ البقرۃ:2 (2) سورۃ البقرۃ:4

﴿هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ﴾ (1)

”یہ لوگوں کے لیے سمجھ میں آنے والی باتیں ہیں اور یقین رکھنے والوں کے لیے ہدایت ہے۔“

یعنی قرآن سے صحیح معنوں میں فائدہ وہی اُٹھا سکتے ہیں جو اہلِ یقین ہوں بلکہ سچے مومن بھی صرف وہی ہیں جو اہلِ یقین ہیں، جن کو اللہ اور اُس کے رسول کی تمام باتوں پر دِل سے پورا اعتماد اور یقین ہے جیسا کہ اِرشاد فرمایا:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾ (2)

”صرف ایمان والے تو وہ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائے پھر اُنہوں نے شک نہیں کیا اور اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں کوشش کی وہی سچے ہیں۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسے کلمہ پڑھنے والے کو ہی بشارت دی ہے جو پورے یقین کے ساتھ اپنی زبان سے اقرار کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ وَقَالَ: اِذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَقِيْتَ مِنْ وَّرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ (3)

(1) سورة الجاثية:20 (2) سورہ حجرات:15
(3) الصحيح لمسلم:31، الصحيح لابن حبان: 4543، السلسلة الصحيحة:1708/7

''اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور آپ نے مجھے اپنے جوتے پکڑا کر کہا اِن دونوں کو لے جاؤ اور اِس دیوار کے پیچھے تو جس ایسے شخص کو بھی ملے جو دِل کے یقین سے لا الہ اِلا اللہ کی گواہی دیتا ہو اُس کو جنت کی بشارت دے دو۔''

اور اِسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے:

فَقَامَ بِلَالٌ يُنَادِي فَلَمَّا سَكَتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ قَالَ مِثْلَ هَذَا يَقِيْنًا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) (1)

''حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر اذان دینے لگے جب وہ خاموش ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اِس جیسی بات یقین سے کہی وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

پیارے مسلمان بھائیو! آپ زندگی میں جس قدر بھی بے بس کیوں نہ ہو جاؤ، یقین کبھی نہ چھوڑنا، زندگی کا اصل راز صبر و یقین ہے، صبر و یقین والے جہاں دنیا کی تلخیوں کا بڑی خوش دلی سے مقابلہ کرتے ہیں وہیں وہ اللہ کی جنت میں بھی بلند و بالا مقام پر فائز ہوں گے۔

نبی اور عام اُمتی میں فرق

قرآن و حدیث کی روشنی میں ہمارے اَسلاف نے ایسے خواص جمع کیے ہیں اور ایسے امتیازات ذِکر کیے ہیں جو اللہ کے نبی کو اُس کے عام بندوں سے ممتاز کرتے ہیں، مثال کے طور پر اہلِ علم نے لکھا ہے کہ اللہ کے نبی پر فرشتہ وحی لے کر

(1) الصحیح لابن حبان: 1667

اُترتا ہے، جبکہ عام شخص اِس سعادت پر فائز نہیں ہوتا، اللہ اپنے نبی سے ہم کلام ہوتے ہیں جبکہ عام شخص کو یہ شرف حاصل نہیں ہوتا اور اِسی طرح اللہ کے نبی میں یقین باللہ والی خوبی بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے، وہ یقین کی معراج پر فائز ہوتے ہیں، ایک عام اُمتی ساری زندگی نیکی میں محنت کر کے بھی یقین کے اُس درجہ پر نہیں پہنچ سکتا جس درجہ پر اللہ کے پیارے نبی فائز ہوتے ہیں، یعنی یقین والی صفت کا بڑھ جانا یہ بہت بڑے شرف کی بات ہے اِس سے انسان جہاں درجہ صدیقیت پر فائز ہوجاتا ہے وہاں وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین انسان بن جاتا ہے۔

یقین والے کی پہچان

اللہ والوں نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسے لوگوں کی علامات بیان فرما دی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پر بہت زیادہ یقین ہوتا ہے، اُن علامات میں سے اہم ترین تین علامات درجہ ذیل ہیں:

1 توجہ اللہ کی طرف بہت زیادہ ہوتی ہے۔

جن لوگوں کو اللہ کے وعدوں پر پورا یقین ہوتا ہے اُن کی توجہ اور اُن کا زیادہ وقت اللہ کی خوشنودی اور اُس کی عبادت میں گزرتا ہے، وہ دنیا داروں اور عام لوگوں کے پیچھے اپنے وقت کو ضائع نہیں کرتے، اُن کو یقین ہوتا ہے کہ عزت کا مالک اللہ ہے، مستقبل کا مالک اللہ ہے اُس کے حکم اور اذن کے بغیر پتہ بھی نہیں گر سکتا، اللہ والے انہیں جذبات کے ساتھ اپنے ربّ کے ساتھ چمٹے رہتے ہیں۔

2 لوگوں کی تعریف کی تلاش نہیں ہوتی ہے۔

جن لوگوں کو اللہ پاک پر پورا یقین ہوتا ہے وہ لوگوں کی خوشامد کی پروا نہیں کرتے ،لوگ خیر کی بات کہہ دیں وہ تب بھی بڑے اِخلاص کے ساتھ اپنے مشن کے ساتھ وابستہ رہتے ہیں اُن کو لوگوں کی تعریف کی بھوک نہیں ہوتی، جیسا کہ عام لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اگر لوگ تعریف کرتے رہے تو وہ خوشی سے پُھولے نہیں سماتے اور اگر اُن کی تعریف نہ ہو تو اُن کا چہرہ مُرجھا جاتا ہے حتی کہ وہ نیک اعمال بھی چھوڑ جاتے ہیں۔

③ حق گوئی کے وقت کسی کی مخالفت کو خاطر میں نہیں لاتے۔

جن کو اللہ پر پورا یقین ہوتا ہے وہ کسی کی ملامت اور کسی کی بے جا مخالفت کو اپنے اُوپر مسلط نہیں کرتے ، نہ اُن کے حوصلے پست ہوتے ہیں اور نہ ہی وہ میدانِ عمل میں کمزوری دکھلاتے ہیں، بلکہ وہ ربّ کے نبیوں کی طرح سب کچھ سُن کر بڑی خوش دِلی سے برداشت کرتے ہیں اور حق کی راہ پر پورے یقین کے ساتھ ڈٹے رہتے ہیں اور اُن کو پورا اعتماد ہوتا ہے کہ وہ وقت بہت قریب ہے کہ جب ہم اللہ تعالیٰ سے شاباش لینے والے ہوں گے اور ہمارا ربّ ہمیں شاباش دینے والا ہوگا۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا فرمان

ہمارے محبوب شیخ امام ابن قیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ قدّس اللّٰہ روحہ کو سُنا وہ فرمارہے تھے کہ:

بِالصَّبْرِ وَالْيَقِيْنِ تُنَالُ الْإِمَامَةُ فِي الدِّيْنِ (1)

(1) مدارج السالکین:449/2

''صبر اور یقین کے ساتھ دین میں امامت کا درجہ پایا جاسکتا ہے۔''

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے قرآن کی یہی آیت پڑھی جس کو ہم نے خطبے کے شروع میں اور خطبے کے درمیان میں بار بار تلاوت کیا ہے۔

﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ○﴾ (1)

''اور ہم نے اُن میں سے امام بنائے وہ ہمارے حکم کے ساتھ رہنمائی کرتے تھے جب اُنہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے۔''

حضرتِ آدم علیہ السلام سے لے کر معصوموں کے امام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام نبیوں اور ولیوں کی زندگی کو پڑھ کر دیکھ لیں جن جن کو نبوت ملی ہے یا ولایت عطا ہوئی ہے یا اللہ نے اُن کی نسل میں دین کے امام پیدا کیے ہیں آپ کو سب شخصیات صبر و یقین کا پہاڑ نظر آئیں گی، حضرتِ ابراہیم علیہ السلام صبر و یقین کا دوسرا نام ہے اور اسی طرح حضرتِ یعقوب علیہ السلام بھی صبر و یقین میں ایک اُونچا نام رکھتے ہیں غرض کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی پڑھ لو ہر ایک نے صبر و یقین سے کام لیا بالآخر اللہ تعالیٰ نے اُن کے ذِکر، اُن کے کردار اور اُن کی قربانیوں کو جہان والوں کے لیے نمونہ بنا دیا۔

(1) سورة السجدة:24

اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو صبر و یقین کے انمول خزانے نصیب فرمائے جو میں نے سُنایا ہے اِس میں بہت سی غلطیاں ہوں گی اللہ مجھے معاف کریں اور جو حق سنایا ہے اُس کے سنانے میں میں مخلص ہوں تو یہ صرف اللہ کی رحمت ہے اللہ تعالیٰ اِس کو اپنے لیے قبول فرمائے۔ آمین

یاد رہے میں رہوں نہ رہوں یہ باتیں ہمیشہ روشنی کا مینار بن کر رہیں گی۔

هذا ما كان عندی

واللّٰه تعالى اعلم بالصواب

ان ارید الا الاصلاح وما توفيقى الا باللّٰه

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰه رب العالمين

خاتم الانبیا کے بعد کسی نبوت کی کوئی ضرورت نہیں

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ (1)

''محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

تمہیدی گزارشات

عقیدہ ''ختم نبوت'' اسلام اور کفر کے درمیان حدِ فاصل ہے جو شخص حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی اور رسول مانتا ہے وہ شخص مسلمان ہے اور جو شخص حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی نہیں مانتا وہ شخص کائنات کا بدترین کافر ہے اور یہ کفر دو طرح کا ہے اگر تو کوئی شخص ایسے گھر میں پیدا ہوا جو گھرانا حضرت محمد ﷺ کو صحیح معنوں میں خاتم الانبیا مانتا ہی نہیں تھا تو وہ شخص کافر ہے اور اگر کوئی شخص اسلام کے بعد اور آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت پر ایمان لانے کے بعد کسی دوسرے کو اپنا نبی مان لیتا ہے تو ایسا شخص مرتد اور واجب القتل ہے، اسلامی حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ مرتد کو اقلیتی حقوق دینے کی بجائے اُس کو قتل کر دے کیونکہ اُس نے اپنا دین بدل لیا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:

(1) سورۃ الاحزاب:40

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ
وَهُوَفِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ
قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ
وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۝
اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ
وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۝﴾ (1)

''اور جو شخص اِسلام کے علاوہ کوئی دین تلاش کرے گا تو وہ اُس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو گا کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو ہدایت بخشیں جنہوں نے ایمان کی نعمت پانے کے بعد کفر کیا، حالانکہ وہ خود گواہی دے چکے ہیں کہ رسول برحق ہے اور اُن کے پاس واضح نشانیاں بھی آچکی ہیں اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا اِن کی یہی جزا ہے کہ اِن پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔''

اِس آیت میں مرتد کو اللہ تعالیٰ نے ظالم قرار دیا ہے اور اُس پر اپنی، اپنے فرشتوں کی اور تمام انسانیت کی لعنت بھیجی ہے اور صحیح البخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ (2)

''جس نے اپنا دین بدلا اُس کو قتل کردو۔''

(1) سورۃ آل عمران:85،87

(2) صحیح البخاری:3017

اِسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ کلمہ پڑھنے کے بعد کسی شخص کا خون حلال نہیں البتہ اگر کوئی شخص کلمہ پڑھنے کے بعد مندرجہ ذیل تین کاموں میں سے کوئی ایک کام کرے گا تو اُس کا قتل بالکل درست ہے۔

1- قاتل کو مقتول کے قصاص میں قتل کرنا۔

2 شادی شدہ زانی کو رجم کرنا۔

3- والمُفَارِقُ لِدِينِهِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ ''اپنے دین کو چھوڑنے والا اور مسلمانوں کی جماعت کو ترک کرنے والا۔ (1)

اور اسی طرح صحیح بخاری کے مطابق امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کے بالائی علاقے کی طرف اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو نشیبی علاقے کی طرف حاکم اور معلم بنا کر بھیجا تھا۔ گاہے گاہے دونوں رفقاء اپنے علاقے کا دورہ کرتے کرتے ایک دوسرے کے قریب آجاتے اور مجلس بھی ہو جاتی۔ ایک دفعہ دونوں جب ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص کے ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھا گیا ہے۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: یہ کون شخص ہے.....؟ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کلمہ پڑھ کر بعد میں مرتد ہو گیا ہے، معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اِس وقت تک سواری سے نہیں اتروں گا جب تک آپ اس کو قتل نہیں کر دیں گے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

(1) صحیح البخاری:6878

آپ سواری سے نیچے تشریف لے آئیں اس کو قتل کرنے کے لیے ہی ہم یہاں لے کر آئے ہیں، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا اَنْزِلُ حَتّٰى يُقْتَلَ فَاَمَرَ بِهٖ فَقُتِلَ (۱)

''جب تک اس کو قتل نہیں کیا جاتا میں سواری سے نہیں اتروں گا، چنانچہ آپ نے اس کا حکم دیا تو اس کو قتل کر دیا گیا۔''

اور اسی طرح مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كُلُّ مُرْتَدٍّ عَنِ الْاِسْلَامِ مَقْتُوْلٌ (۲)

''اسلام سے ہر پھرنے والے کو قتل کیا جائے گا۔''

اور تقریباً تمام کبار ائمہ اور فقہا بھی اِس بات پر متفق ہیں کہ مرتد واجب القتل ہے اِن سارے تمہیدی دلائل میں میں اِس سچائی کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اقرار کے بعد کسی دوسرے کی نبوت کو بھی تسلیم کر لے تو وہ مرتد واجب القتل ہے اور اِس وقت اِسلامی حکومت کو اِس طرف توجہ کرنی چاہیے۔

مرتد کی سزا اور تورات

آپ حیران ہوں گے کہ آج کل بعض روشن خیال مسلم اسکالر حضرات مرتد کی سزا کے مسئلے میں شکوک وشبہات کا شکار ہو رہے ہیں جبکہ تورات میں بھی مرتد کی سزا قتل ہے آپ کے سامنے میں ایک عبارت نقل کرتا ہوں اِس پر ذرا توجہ فرمائیں:

(1) صحيح البخاري: 4341، 4344

(2) سنن دارقطني: 3195

اگر تیرا بھائی یا تیری ماں کا بیٹا یا تیرا بیٹا یا بیٹی یا تیری ہم آغوش بیوی یا تیرا دوست جس کو تو اپنی جان کے برابر عزیز رکھتا ہے تجھ کو چپکے چپکے پھسلا کر کہے کہ چلو ہم اور دیوتاؤں کی پوجا کریں، جن سے تو اور تیرے باپ دادا واقف بھی نہیں، یعنی ان لوگوں کے دیوتا جو تمہارے گرداگرد تیرے نزدیک رہتے ہیں یا تجھ سے دور زمین کے اس سرے سے اس سرے تک بسے ہوئے ہیں تو تو اس کے ساتھ رضامند نہ ہونا اور نہ اس کی بات سننا، تو اس پر ترس بھی نہ کھانا اور نہ اس کی رعایت کرنا اور نہ اُسے چھپانا، بلکہ تو اس کو ضرور قتل کرنا اور اس کو قتل کرتے وقت پہلے تیرا ہاتھ اس پر پڑے، اس کے بعد قوم کا ہاتھ اور تو اسے سنگ سار کرنا تا کہ وہ مرجائے، کیونکہ اس نے تجھ کو خداوند تیرے خدا سے جو تجھ کو ملک مصر یعنی غلام کے گھر سے نکال لایا برگشتہ کرنا چاہا، تب سب اسرائیل سن کر ڈریں گے اور تیرے درمیان پھر ایسی شرارت نہیں کریں گے۔ (1)

عیسائیت میں جان بوجھ کر مرتد ہونا ایک ناقابل معافی جرم تھا جو قتل اور زنا کے برابر تھا۔ (2)

بلکہ پروٹسٹنٹ پادری پیرس اپنے رسالے میں لکھتا ہے کہ رومی کلیسا (کیتھولک) کا اب تک یہ قانون رہا ہے کہ تمام بدعتی یعنی پروٹسٹنٹ جو رومی کلیسا کی تعلیم کو نہیں مانتے، جان سے مارے جائیں، یہ قانون کبھی منسوخ نہیں کیا گیا۔ (3)

(1) استثنا 13:6 تا 11 (2) P-623, VOL.1,ERE

(3) ''کلیسیائے روم'' ص:5

اب تو کسی غیر مسلم کو بھی ارتداد کی سزا قتل کا اعتراض نہیں ہونا چاہیے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جس شخص نے زندگی کی سب سے بڑی سچائی ''دین اسلام'' کو پا کر پھر اُسے ٹھکرا دیا ایسے ناشکرے شخص کو اللہ کی زمین پر جینے کا کوئی حق نہیں ہے۔

نبوت کا سلسلہ بند ہے

قرآن پاک کی کئی ایک آیات اور سینکڑوں احادیث نبویہ اور اجماعِ صحابہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیا ﷺ کو اپنا آخری نبی بنا کر نبوت کے محل کی آخری اینٹ کو بھی اُس کی جگہ پر رکھ دیا ہے اور آپ کے سر پر نبوت کا تاج پہنا دیا ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بقول تیرہ سو سال پہلے کوئی نبی نہیں آیا اور نہ مرزا صاحب کے بعد کوئی نبی آیا، بلکہ خود مرزایوں میں سے، مرزا کی زندگی میں جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اُسے جھوٹا، دماغی خشکی اور مراق کا مریض کہا گیا، یعنی مرزائی بھی کسی اور کو نبی تسلیم نہیں کرتے ہیں۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر نبوت کا سلسلہ جاری ہے اور خاتم الانبیا حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی نبی نے آنا تھا، چاہے اُس کی نبوت مستقلہ ہو یا غیر مستقلہ تو پھر مرزا صاحب سے قبل تیرہ صدیوں میں آنے والے کبار صحابہ، کبار تابعین اور کبار سلف صالحین محروم کیوں رہے آخر مرزا صاحب میں ایسی کون سی خوبی تھی کہ اُن سے پہلے بھی بڑے بڑے صلحا کو محروم رکھا گیا اور بعد میں بھی بڑے بڑے صلحا محروم رہے اتنا بڑا ظلم آخر کیوں ہوا....؟ جبکہ مرزا صاحب ایک نارمل صحت منداور سمجھ دار انسان

بھی محسوس نہیں ہوتے اُن کی کتابیں پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو دماغی دباؤ کا مسئلہ تھا یا وہ کسی خارجی طاقتوں کے دباؤ میں تھے..... مرزا صاحب کا نبوت کے لیے انتخاب اور صحابہ وسلف صالحین میں ہونے والے عظیم لوگوں کو اس سے محروم کرنا ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اِس اصلی، بنیادی اور فطرتی سوال کا کسی مرزائی کے پاس کوئی جواب نہیں ہے اور یہ بات سو فیصد حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت سراسر جھوٹا ہے اور اُس کو کسی بڑی سازش کے تحت اس ہلاکت میں ڈالا گیا ہے۔

آپ پوری دیانت داری کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ فرمالیں مرزا صاحب نے خود یہ بات لکھی ہے کہ تشریعی نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے اور بعد میں پھر خود ہی صراحت کے ساتھ تشریعی نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا اب سوال یہ ہے کہ کیا مرزا صاحب اپنے پہلے قول کے مطابق کفر کی حد تک پہنچے ہیں کہ نہیں.....؟

خدا، فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت

نبوت ورسالت ایک بہت اُونچا منصب ہے جو بدبخت اِس پاکیزہ اور معصوم منصب کو داغ دار کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کو اُس کی اپنی باتوں کے جال میں پھنسا کر ذلیل وخوار کر دیتے ہیں.... میں طالبِ علم ہونے کی حیثیت سے اللہ کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ یہی حشر مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ ہوا اس نے سب سے پہلے اپنی ضخیم کتاب میں لکھا کہ

''کسی اجماعی عقیدے سے انکار کرنے والے پر خدا فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے۔'' (1)

اور بعد میں خود ہی کئی ایک اجماعی عقائد کا انکار کر دیا ہم اختصار کے پیشِ نظر چار اجماعی عقیدے نقل کرتے ہیں جن کا انکار مرزا صاحب نے اپنی زندگی میں کیا تھا۔

(1) ختم نبوت تمام اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے صحابہ سے لے کر آج تک ہر ثقہ امام کا یہی موقف ہے کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور اس کے مریدوں نے اس اجماعی عقیدے کا انکار کیا ہے۔

(2) قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کا آسمان سے نزول ہوگا اور یہ تمام اہلِ اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک سوائے چند گمراہ فکر لوگوں کے تمام اہلِ اسلام اِس کو مانتے آ رہے ہیں لیکن مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں نے اِس اجماعی عقیدے کا بھی انکار کر دیا ہے۔

(3) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ یہ دونوں الگ الگ شخصیات ہیں اِس بات پر صحیح احادیث کی روشنی میں اہل اسلام کا اجماع ہے لیکن قادیانیوں نے اِس اجماعی موقف کا بھی انکار کر دیا ہے۔

---

(1) روحانی خزائن: 144/11

④ اسلام کی سربلندی کے لیے جہاد قیامت تک جاری رہے گا یہ اہلِ اسلام کا اجماعی موقف ہے مگر مرزا صاحب نے جہاد کو حرام قرار دے کر اِس اجماعی موقف کا بھی انکار کر دیا ہے۔

اب ہمارا سوال یہ ہے کہ اِن اجماعی عقائد کا انکار کرنے کے بعد دنیا کی کون سی طاقت مرزا صاحب کو اپنے کہے ہوئے قول کے مطابق جہانوں کی لعنت سے بچا سکتی ہے.....؟

سخت شریر، بدمعاش اور گنڈے کون ہیں

اللہ تعالیٰ نے جس طرح قرآن وحدیث کے الفاظ کی حفاظت فرمائی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن حدیث کے معانی ومفاہیم کو بھی اپنے نیک بندوں کے ذریعے محفوظ رکھا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اِسی تناظر میں تحریر کیا ہے کہ:

''یونہی کسی آیت کا سر پیر کاٹ کر اپنے قول کے موافق بنا کر پیش کر دینا، یہ تو ان لوگوں کا کام ہے جو سخت شریر، بدمعاش اور گنڈے کہلاتے ہیں۔'' ①

اللہ کی قسم! یہی سب سے خطرناک کام مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں نے سب سے زیادہ کیا ہے نمونے کے طور پر چند آیات ہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جن کے سر پیر کو کاٹ کر انہوں نے اُن کو اپنے مفہوم کے موافق بنانے کی کوشش کی ہے۔

① روحانی خزائن:204/23

① رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی ہونے پر قرآن شریف کی سب سے زیادہ روشن اور صریح دلیل

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ ①

''محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

اِس آیت کے تحت مسلمان مفسرین نے یہی عقیدہ بیان کیا ہے کہ محمد ﷺ صرف اللہ کے رسول نہیں ہیں بلکہ آپ آخری رسول ہیں یہ متفقہ تفسیر ہے اور اِس تفسیر پر کئی ایک صریح احادیث کے ساتھ ساتھ اہل اسلام کا اجماع بھی ہے لیکن مرزا غلام احمد قادیانی اور اُن کے مریدوں نے اِس آیت کے سر پیر کو کاٹ کر اپنے موافق بنانے کی ناکام کوشش کی ہے اور ہمارا سوال یہ ہے کہ اس گھناؤنے جرم کے بعد مرزا صاحب کو اپنے ہی موقف کے مطابق شریر اور بدمعاش ہونے سے کون سی طاقت بچا سکتی ہیں۔

② قادیانی حضرات تو ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ سے بھی مرزا غلام احمد کی نبوت ثابت کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبوت بھی ایک ہدایت ہے، ہدایت کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے، لہٰذا مرزا قادیانی اللہ کا نبی ہے۔

① سورۃ الاحزاب:40

سامعین کرام! غور فرمائیں قرآن کے ساتھ اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہو سکتا ہے کہ ایسی آیت جس کے ذریعے ہم اللہ سے ہدایت کے طالب ہوتے ہیں اُسی آیت کو پڑھ کر اور لکھ کر قادیانی آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی ختمِ نبوت کا انکار کر بیٹھے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہمیں بتائیں کہ قادیانی حضرات سے پہلے کس سچے ثقہ مسلمان مفسر نے اس آیت کی یہ تفسیر کی ہے کہ اس سے اجرائے نبوت ثابت ہوتی ہے...؟

قادیانی حضرات نے اِس آیت کا بھی سر پیر کاٹ کر اِس کو اپنے موافق بنانے کی ناکام کوشش کی ہے اب ہمیں بتایا جائے کہ سخت شریر اور بدمعاش کون ہے؟

اب سوال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو سخت شریر، بدمعاش اور گنڈے بننے سے کون بچا سکتا ہے........؟

اِسی طرح قرآن شریف کی ایک درجن سے زائد آیات کو کھلونا بنایا جاتا ہے اور اُن آیات کے اصل مفہوم کو چھوڑ کر اُن کو اپنے غلط مفہوم کے مطابق بنایا جاتا ہے جو کہ بہت بڑی جسارت اور لعنت ہے اللہ تعالیٰ اِس ضلالت سے محفوظ رکھیں۔

بہر صورت یہ چند حوالے صرف ہم نے اِس لیے نقل کیے ہیں کہ اللہ کرے ہمارے یہ حوالے اور ہماری یہ باتیں کسی شخص کے لیے ہدایت کا باعث بن جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ نے تو دوٹوک الفاظ میں آپ کی ختم نبوت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ (1)

(1) سورۃ الاحزاب:40

''محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی دو بنیادی صفات کو بیان کیا ہے اِن میں سے ایک کا انکار کرنا کفر ہے۔

آپ ''رسول اللہ'' ہیں جو آپ کو ''رسول اللہ'' نہیں مانتا وہ کافر ہے اور جو آپ کو رسول اللہ تو مانے مگر خاتم النبیین نہ مانے تو وہ بھی کافر ہے، یعنی اِن دونوں صفات کی حیثیت بالکل برابر ہے۔

اور ''خاتم'' یہ لفظ تا کی زبر اور زیر دونوں قراءت کے ساتھ محفوظ ہے اگر تا پر زبر ہو تو اِس کا معنیٰ ہے نبوت کے سلسلہ کی آخری مہر۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آخری نبی اور رسول بنا کر نبوت کے سلسلہ پر مہر لگا دی ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا اور ''خاتم'' تا کی زیر کے ساتھ ہو تو اِس کا مطلب ہے کہ نبیوں کو ختم کرنے والے یعنی آپ ﷺ کو بھیج کر اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے بھیجنے کا سلسلہ ختم کر دیا ہے۔

اور یاد رہے! جو کوئی شخص لفظِ خاتم کا اِن دو مفاہیم کے علاوہ کوئی اور مفہوم بیان کرتا ہے تو ایسا شخص اُمت کے اجماعی معنیٰ کا مُنکر ہے اور بقول مرزا غلام احمد قادیانی، خدا، فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے۔

اِن قیمتی تمہیدی گزارشات اور دلائل کے بعد جو اصل موضوع آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا ارادہ ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت، نبوت اور رسالت کے بعد اب قیامت تک کسی نبی کی کوئی ضرورت نہیں ہے جو آپ کے بعد کسی

قسم کی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ کائنات کا بدترین جھوٹا اور دلال تو ہو سکتا ہے، لیکن نبی نہیں ہو سکتا اور اِس کی بنیادی پانچ وجوہات ہیں، جن کو ہم پُوری ترتیب سے بیان کر دیتے ہیں تاکہ یہ بات آپ کے سامنے کھل کر واضح ہو جائے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت و رسالت کا سِرے سے کوئی تصور ہی نہیں ہے۔

ساری دنیا کے لیے رسول ہیں

خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے بعد سِرے سے قطعی طور پر کسی نبی کی کوئی ضرورت نہیں ہے اِس کی سب سے پہلی اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ کسی نبی اور رسول کی ضرورت اُس وقت تک رہتی ہے جب تک پوری انسانیت کے لیے کوئی نبی یا رسول نہ آیا ہو اور آپ سے پہلے یہی سلسلہ جاری رہا ہے، نبی اور رسول مختلف علاقوں میں مختلف قوموں کے لیے آتے رہے ہیں۔

لیکن رسول اللہ ﷺ کی رسالت، رسالتِ عامہ ہے، یعنی آپ پوری انسانیت کے رسول ہیں اور آپ کی نبوت، نبوتِ عامہ ہے، یعنی آپ پوری انسانیت کے نبی ہیں.... سوال یہ ہے کہ جب آپ پوری انسانیت کے نبی بن کر آ چکے ہیں تو پھر آپ کے بعد کسی نبی اور رسول کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے....؟ جو بدنصیب آپ ﷺ کے بعد بھی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ آپ کی عمومی رسالت کا انکار کرتا ہے اُس کا یہ فعل ایک مجرمانہ بغاوت تو ہو سکتی ہے اُس میں کوئی صداقت نہیں ہو سکتی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کی عالم گیر نبوت و رسالت کو قرآن پاک کی متعدد آیات میں بار بار بیان فرمایا ہے ہم آپ کے سامنے اختصار کے پیشِ نظر چند

آیات کی تلاوت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں کہ

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (1)

''اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

اِسی طرح دوسری آیت میں پُوری صراحت کے ساتھ آپ کی عمومی رسالت کا ذِکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ:

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ (2)

''کہہ دو اے لوگو! بلاشبہ میں تم تمام کی طرف اللہ کا رسول ہوں وہ اللہ کہ آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت صرف اُسی کی ہے اُس کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں، زندہ کرتا اور مارتا ہے پس تم اللہ پر اور اُس کے اُمی نبی پر ایمان لاؤ جو اللہ اور اُس کی باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور اُن کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔''

اور اِسی طرح آپ ﷺ سارے جہانوں پر رحمت کرتے ہوئے مبعوث فرمائے گئے یا آپ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں:

(1) سورہ سبا:28
(2) سورۃ الاعراف:158

وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً (1)

''اور ہر نبی کو اُس خاص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور مجھے تمام لوگوں کی طرف عمومی طور پر بھیجا گیا ہے۔''

اور ایک روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں کہ:

كَانَ كُلُّ نَبِيٍ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى كُلِّ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ (2)

''ہر نبی اپنی خاص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور مجھے ہر سرخ اور سیاہ کی طرف بھیجا گیا ہے۔''

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہر درجہ واضح اور قطعی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ (3)

''اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم جان ہے! اِس اُمت میں جو بھی یہودی اور عیسائی میرے بارے میں سُنے اور وہ مجھ پر ایمان لائے بغیر اور جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں اُس کے مانے بغیر مر جائے تو وہ آگ والوں میں سے ہیں۔''

---

(1) صحیح البخاری:335
(2) الصحیح لمسلم:521
(3) الصحیح لمسلم:153

اور ایک روایت میں ہے ((وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ)) (1) ''مجھے ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہے اور میرے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا گیا ہے۔'' کے الفاظ بھی موجود ہیں۔

بیان کردہ سب آیات اور سب احادیث آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عمومی رسالت کو اور ختم نبوت کو بیان کرتی ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

اصل کتاب ہر طرح محفوظ ہے

اور دوسری عام فہم اور سادہ سی بات یہ ہے کہ نبوت ورسالت کی ضرورت اُس وقت پیش آتی ہے جب اللہ کی طرف سے نازل کردہ کتاب میں تحریف ہو جائے یا وہ اُمت سے ضائع ہو جائے جیسا کہ پہلی قوموں میں ہوا، کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں میں تحریف کی، اُن کو بدلا اور اُن کو چھپالیا۔

لیکن سوال یہ ہے کہ جب قرآن پاک جیسی انقلابی کتاب قیامت تک کے لیے محفوظ ہے اور اُس کا ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف اللہ تعالیٰ کی خاص نگرانی میں حفاظت کے مقام پر ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی توضیحی تشریحات بھی احادیث کی شکل میں موجود ہیں تو پھر کسی نئے نبی اور رسول کی کیا ضرورت ہے.....؟

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر نازل کردہ کتاب، ''مُحَرَّفْ'' ہے نہ ''مُبَدَّلْ'' ہے اور نہ ہی غائب ہے بلکہ یہ عظیم الشان کتاب روزِ روشن کی طرح بالکل واضح ہے جو ہر ایک کی علمی، روحانی اور تربیتی پیاس بجھاتی ہے اور اِس کتاب کا یہ وصف اِس بات کی دلیل ہے کہ اب قیامت تک کسی نبی اور کسی رسول کی قطعی طور پر کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(1) الصحیح لمسلم:523

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک کی حفاظت اور اُس کے غلبے کا تذکرہ کرتے

ہوئے اِرشاد فرماتے ہیں کہ

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ۝﴾ (1)

''ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اُس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

اور اِسی طرح دوسرے مقام پر اِرشاد فرمایا ہے کہ

﴿وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيۡزٌ۝ لَّا يَاۡتِيۡهِ الۡبَاطِلُ مِنۡ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهٖ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ حَكِيۡمٍ حَمِيۡدٍ۝﴾ (2)

''اور بلاشبہ یہ ایک باعزت غلبے والی کتاب ہے اِس کے پاس باطل نہ آگے سے آسکتا ہے اور نہ اِس کے پیچھے سے آسکتا ہے، ایک ہمیشہ سے حکمت والے اور ہمیشہ سے تعریف والے ''اللہ کی طرف'' سے یہ اتاری ہوئی ہے۔''

شریعت پوری طرح مکمل ہے

تیسری اور اہم بات یہ ہے کہ نبوت اور رسالت کی ضرورت اُس وقت تک ہوتی ہے جب شریعت نامکمل ہو، اُس سے لوگوں کی ضرورتیں پوری نہ ہو رہی ہوں جب آپ ﷺ کی شریعت بھی کامل، مکمل اور اکمل ہے تو پھر نئے نبی کی آخر ضرورت کیا ہے....؟ اور پھر واضح احادیث میں وضاحت بھی موجود ہے کہ شریعت کو پہنچانے

(1) سورہ حجر:9

(2) سورہ فصلت:41،42

کی ذمہ داری اِس اُمت کے علما بخوبی سرانجام دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر تکمیلِ دین کی نعمت کو پورا کر دیا ہے، اللہ کی نعمت تمام ہو چکی ہے اب اِس میں ایک شوشے کا اضافہ کرنا بھی گمراہی ہے چہ جائے کہ کوئی خود کو نیا نبی ثابت کرنے کے لیے شریعت کا حُلیہ بگاڑنا شروع کر دے۔

اللہ اِس بات پر گواہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے شریعت کی کسی کمی کو پورا کیا ہے اور نہ ہی اللہ کی نازل کردہ شریعت کو آگے پہنچایا ہے بلکہ مرزا صاحب نے دِن رات شریعت کو بگاڑنے کی مکروہ کوشش کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شریعت کی نعمت کو پورا کر دیا ہے اِس طرح اگر کوئی نئی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ اُس کے لیے لعنت اور زحمت کا باعث تو ہو سکتی ہے صداقت نہیں ہو سکتی اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین کے مکمل ہونے کا تذکرہ نہایت خوبصورت الفاظ میں کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا ہے کہ:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (1)

"آج کے دِن تمہارے لیے تمہارا دین میں نے مکمل کر دیا ہے، اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لیے اِسلام کو بطورِ دین پسند کیا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے ولادت سے لے کر وفات تک اور وفات سے لے کر قبر قیامت اور جنت تک کے تمام مسائل، فضائل اور مراحل تفصیل سے بیان کر دیے ہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی کئی ایک صحیح احادیث ہیں جن میں آپ ﷺ نے فرمایا

(1) سورۃ المائدہ:3

اے میرے صحابہ جو چیز تم کو اللہ تعالیٰ کے اور اللہ تعالیٰ کی جنت کے قریب کر سکتی ہے وہ میں نے بیان کر دی ہے اور اسی طرح جو چیز تم کو اللہ تعالیٰ سے دور کر سکتی ہیں یا تمہارے لیے جہنم جانے کا سبب بن سکتی ہے اُس کو بھی میں نے کھول کر بیان کر دیا ہے۔

اور آپ دین کی کاملیت اور اکملیت کا مطالعہ کرتے ہوئے حیران ہوں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے قضائے حاجت کے آداب تک بھی پوری تفصیل کے ساتھ بیان کر دیئے ہیں۔

آدابِ معاشرت، آدابِ مباشرت اور آدابِ معیشت سب چیزیں رسول اللہ ﷺ نے کھول کر بیان کر دی ہیں۔ اس قدر مفصل اور واضح تعلیمات کی موجودگی میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کی کسی طرح کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے مرزا غلام احمد کائنات کا بدترین جھوٹا انسان ہے۔

اور یہ بات بھی یاد رہے! رسول اللہ ﷺ کا دیا ہوا دین اِس قدر کامل ہے کہ اُس میں نہ کسی اضافے کی ضرورت ہے اور نہ کسی کمی کی ضرورت ہے۔

قادیانی حضرات سے ہمارا یہ سوال ہے کہ وہ ہمیں صرف ایک مفید اضافہ بتا دیں جو نبی ﷺ کرنا بھول گئے تھے اور مرزا نے آکر اُس اضافے کو پورا کیا یا ہمیں کوئی ایک ایسی کمی بتا دیں جو خاتم الانبیا حضرت محمد ﷺ سے رہ گئی تھی اور مرزا غلام احمد نے آکر پوری کی...؟

ہدایت یافتہ لوگوں کی کثرت ہے

اِس حوالے سے یہ ہے کہ نبوت کی ضرورت تو تب ہوتی ہے کہ جب ہر

طرف کفر ہی کفر ہو اور نبی کے ماننے والا کوئی باقی نہ رہے، جبکہ آپ ﷺ کی آمد کے بعد یہ کمی بھی ختم ہو چکی ہے، اِس وقت آپ ﷺ کو ماننے والوں کی تعداد لاکھوں میں نہیں، بلا مبالغہ اربوں میں ہے جب آپ کے ماننے والے اور آپ کے چاہنے والے دُنیا کے ہر خطے میں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں اور وہ آپ کی کتاب اور شریعت کو اللہ کے بندوں تک پوری دیانت داری کے ساتھ پہنچا رہے ہیں تو پھر نئی نبوت یا نئی رسالت کی آخر وجہ کیا ہے.....؟

اور پھر دُنیا کے ہر کونے میں بڑے بڑے علما اور بڑے بڑے محدثین موجود ہیں، جو لوگوں کو اللہ کے سچے دین کی طرف بلاتے ہیں اور وہ حضرت محمد ﷺ کے مشن کو آگے پہنچانے کے لیے دِن رات قربان کیے ہوئے ہیں اِس لیے اب کسی نبی کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ ﷺ نے واضح طور پر سمجھا دیا ہے:

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ، فَيَكْثُرُونَ (1)

''بنو اِسرائیل کی سیاست انبیا کیا کرتے تھے جب بھی کوئی نبی فوت ہو جاتے اُن کے پیچھے ایک اور نبی آجاتا اور بلا شبہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور عنقریب خلفا ہوں گے اور بہت زیادہ ہوں گے۔''

اِس صحیح حدیث نے اِس حقیقت کو کھول کر رکھ دیا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد

(1) صحیح البخاری:3455

کوئی نبی نہیں آئے گا البتہ خلفا اور علما کا سلسلہ جاری رہے گا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَّنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا (1)

''اللہ تعالیٰ اِس اُمت میں ہر سو سال کے آغاز میں ایک ایسا شخص ضرور بھیجے گا جو اُن کے لیے اُن کے دین کی تجدید کرے گا۔''

آپ دیانتداری کے ساتھ غور فرمائیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر صدی میں کوئی نہ کوئی ایسا عالم ضرور پیدا کیا جس نے سچے دین کے علَم کو اپنے ہاتھ میں تھاما اور اُسے پوری دُنیا میں لہرا دیا۔

جب اللہ کا دین محفوظ ہے اور اُس کو پھیلانے والے علمائے کرام بھی ہر جگہ باکثرت موجود ہیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی ہرگز ہرگز کوئی ضرورت نہیں ہے۔

روحانی فیض قیامت تک جاری ہے

نبوت کی ضرورت تو تب ہوتی ہے جب کسی نبی کا روحانی فیض ختم ہو جائے، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سفر کرنے میں اور عبادت کی منزلیں طے کرنے میں رکاوٹ پیش آ رہی ہو، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت، نبوت اور رسالت کے بعد ایسی کسی قسم کی کوئی رکاوٹ پیش نہیں آ رہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روحانی تربیت کے ایسے سُنہرے

(1) سنن أبي داود: 4291، إسناده حسن

اصول پیش کیے ہیں اور روحانی ترقی کی ایسی راہیں متعین کی ہیں کہ قیامت تک ہر شخص اُن اصولوں کو اختیار کرتے ہوئے اور اُن راہوں پر چلتے ہوئے صدیقیت، شہادت اور صالحیت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہو سکتا ہے۔

آٹھویں صدی ہجری میں ایک بہت بڑے امام گزرے ہیں اُن کا نام ''حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ'' ہے آپ کی کتاب ''مدارج السالکین'' پڑھنے والا ہر طالب علم یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ قربِ الٰہی کی کوئی منزل ایسی نہیں جس کو ہمارے دینِ اسلام نے اور ہمارے آخری پیارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے بیان نہ فرمایا ہو، اور اللہ کی قسم! میں یہ بات پورے رسوخ اور وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر مرزا کذاب حضرت امام صاحب کی کتاب پڑھ لیتا تو کبھی بھی گمراہ نہ ہوتا کیونکہ مرزا قادیانی میں جو گمراہی آئی ہے وہ تصوف کی کتابوں کے ذریعہ سے آئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے روحانی فیض کو جاری کرتے ہوئے جس قدر نوافل کی قدر و منزلت اور اہمیت کو بیان کیا ہے اور پھر آپ ﷺ نے جس قدر شان دار اور روح پرور اذکار اُمت کو دیئے ہیں اُن کی موجودگی میں مرزا غلام احمد کی فرسودہ باتوں کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی ہے، کوئی بھی طالب علم مرزا غلام احمد کی کتابوں کو دیانت داری سے پڑھ کر دیکھ لے سوائے وقت کے ضیاع کے کوئی کام کی بات نہیں ہے، ہر کتاب خوامخواہ کا تکلف اور فضول عبارتوں کا مجموعہ ہے۔

پوری دُنیا کی مرزائیت کو دعوت

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم نے یہ بات عقل ونقل اور حقائق کی روشنی میں واضح کردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت اور رسالت کے بعد کسی اور کو کسی قسم کا نبی اور رسول ماننے کی سِرے سے کوئی ضرورت ہی نہیں ہے آپ ﷺ ''سِراجِ منیر'' ہیں آپ کی سیرت اور آپ کی نبوت کی روشنی میں قیامت تک کے لیے ہر شخص کو ہر چیز چمکتی ہوئی نظر آتی ہے، کسی جگہ کوئی کمی یا اندھیرا نہیں ہے۔

لہٰذا مرزائی حضرات اپنے عقیدے پہ غور وفکر کریں، غلطی پر غلطی نہ کریں کیونکہ یہ غلطی صرف غلطی نہیں بلکہ کفر ہے اور ایسا کفر ہے کہ جس کا انجام دُنیا میں لعنت اور آخرت میں جہنم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے آخری اور سچے نبی حضرت محمد ﷺ پر ایمان رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ختم نبوت کے پاکیزہ عقیدہ پر زندہ رکھتے ہوئے اُسی پر موت نصیب کرے۔آمین ثم آمین

هذا ما كان عندي

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقي الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

ایمان ہو تو صحابہ جیسا

رضی اللہ عنہم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ (1)

''پس اگر یہ لوگ ایسے ہی ایمان لائیں جیسے تم ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پا لیں گے اور اگر وہ اِس سے منہ پھیریں تو وہ ہٹ دھرمی پر اُتر آئے ہیں، لہٰذا اللہ اِن کے مقابلے میں آپ کو کافی ہے اور وہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔''

تمہیدی گزارشات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اِس اُمت کے اعلیٰ ترین اور بہترین لوگ ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو ''خَيْرَ اُمَّةٍ'' بہترین اُمت قرار دیا ہے اور جگہ جگہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان وتقوی کی شہادت دی ہے بلکہ سورہ فتح کی 26 نمبر آیت میں یہاں تک اِرشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تقوی و پرہیز گاری کے کلمے کو اُن پر پختہ اور پکا کر دیا تھا اور وہ اِس کے حق دار بھی تھے، یعنی

(1) سورہ البقرۃ: 137

اللہ تعالیٰ نے اُن کے دِلوں پر ایمان و توحید اور تقوی کو پکا کر دیا یہ کوئی اللہ تعالیٰ کی زبردستی نہیں تھی بلکہ ﴿وَكَانُوٓا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا﴾ بلکہ وہ اِس کے بہت زیادہ اہل تھے اور بہت زیادہ حق دار تھے، جہاں اللہ تعالیٰ نے اُن میں کردار کی بلندی دیکھی، اُن کی وفا، سچائی اور قربانی کو دیکھا تو اُن پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پرہیز گاری کے رنگ کو چسپاں کر دیا۔

اور اِسی طرح اللہ تعالیٰ سورہ حجرات میں آیت نمبر 3 اور 7 میں اِرشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے صحابہ کے دِلوں کا امتحان لیا اور اُن کے تقوی کو پرکھا، اُن کے کردار اور عمل کے ساتھ ساتھ اُن کے دِل کی کیفیت کو دیکھا اُن کے لیے مغفرت اور بہت بڑے اجر کا اعلان فرما دیا اللہ تعالیٰ نے اُن کے دِلوں کو ایمان کے ساتھ خوبصورت اور مزین کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ایسے ہدایت یافتہ تھے کہ ہر قسم کی نافرمانی، برائی اور کفر اُن سے ہزاروں میل دور تھی۔

حضراتِ ذی وقار! اللہ تعالیٰ کے اِن واضح اِرشادات کے بعد اب کوئی بد بخت صحابہ کے ایمان میں شک کرے یا اُن کے کردار کو داغ دار کرنے کی کوشش کرے تو ایسا شخص بلاشبہ کائنات کا نہایت بد بخت اِنسان ہے کہ اُس نے کائنات کے بہترین لوگوں کی کردار کشی کر کے اپنے لیے جہنم کا سامان کیا ہے۔

اور پھر ایسے پاک باز اور باکردار اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کیے جاتے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے ایمان اور ہدایت میں معیار مقرر کر دیا ہے اور قرآن پاک میں اِس بات کو کھول کر بیان کر دیا ہے کہ اگر تمہارا ایمان، تمہاری توحید اور تمہارا کردار رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جیسا ہو گا تو تمہارے ایمان اور

عمل کو قبول کیا جائے گا اور اگر تمہارا ایمان اور عمل صحابہ جیسا نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو تمہاری نیکیوں کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

سورہ بقرہ میں ہی دو مرتبہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو ایمان کا معیار مقرر کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا ہے:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ﴾ [1]

''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی ایمان لاؤ جس طرح صحابہ ایمان لائے ہیں، تو وہ کہتے ہیں کیا ہم بھی اِسی طرح ایمان لائیں جس طرح وہ بے وقوف ایمان لے آئے، خبردار! بے وقوف وہ خود ہیں لیکن اُنہیں علم نہیں۔''

اِس آیت میں دو باتیں اچھی طرح واضح ہوگئیں کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہیں کہ کوئی بد بخت رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو بے وقوف کہے اور پھر یہ بھی واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کو وہی ایمان مطلوب ہے، جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا تھا۔

اور پھر اِس بات کو واضح الفاظ میں کچھ اِس طرح بیان کیا جاتا ہے۔

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ [2]

---

[1] سورة البقرة: 13

[2] سورة البقرة: 137

"پس اگر یہ لوگ ایسے ہی ایمان لائیں جیسے تم ایمان لائے ہو تو وہ بھی ہدایت پالیں گے اور اگر وہ اِس سے منہ پھیریں تو وہ ہٹ دھرمی پر اُتر آئے ہیں، لہٰذا اللہ اِن کے مقابلے میں آپ کو کافی ہے اور وہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔"

آیئے مسلمان بھائیو! آج ہم اپنے ایمان، اپنی توحید اور اپنے کردار کا اچھی طرح جائزہ لیں کہ کیا ہم صحابہ رضی اللہ عنہ کی طرح ہیں، ہمارے اعمال اور ہمارے اِخلاص میں وہ جھلک نظر آتی ہے؟ جو سو فیصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں پائی جاتی تھی، اگر تو اُنہیں جیسا ایمان وعمل اور توحید ہے، تو پھر ہمیں اللہ تعالیٰ کا خوب شکر ادا کرتے ہوئے اُس پر استقامت اختیار کرنی چاہیے اور اگر ہمارے ایمان وعمل اور توحید میں کچھ خلل اور خرابی واقع ہوگئی ہے تو پھر ہمیں اپنی اِصلاح کرنی چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارا عقیدہ، ہمارا ایمان اور ہمارا عمل پسند آجائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک معروف حدیث ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ واضح اِرشاد موجود ہے کہ میری اُمت کے بھی کئی ایک فرقے بن جائیں گے اور اُن میں سے حق والا جنتی گروہ وہ ہوگا جو وہ عقیدہ، ایمان اور عمل اختیار کرے گا جس پر میرے صحابہ رضی اللہ عنہ تھے، اِس حدیث کے بعد ہم سب کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ ہم اپنی توحید، ایمان اور عمل کو صحابہ رضی اللہ عنہ پر پیش کریں اور اُن کے ساتھ پوری پوری موافقت کرنے کی کوشش کریں ورنہ سوائے گمراہی اور جہنم کے کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔

خطبہ جمعہ میں چونکہ وقت بہت تھوڑا ہوتا ہے، اِس لیے میں صرف صحابہ کی توحید اور صحابہ کا تعلق بالحدیث اور خلقِ خدا کے ساتھ اُن کی محبت کا تذکرہ کرتے

ہوئے ایک یا دو مثالیں ذِکر کروں گا کیونکہ توحید، حدیث اور مخلوقِ خدا سے تعلق یہ تینوں چیزیں ہمارے دین کی بنیاد ہیں، اگر ہم اپنی بنیادیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مطابق کرلیں تو پھر اِس کے اوپر عمل کی جو عمارت کھڑی ہوگی وہ بہت ہی پائیدار اور مضبوط ہوگی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توحید

اسلام کا پہلا درس ''درسِ توحید'' ہے سب سے پہلے ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ہم توحید کے معاملے میں کہاں کھڑے ہیں، کیا ہماری توحید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ جیسی ہے....؟ کیا ہم اُسی طرح توحید کے تقاضے پورے کررہے ہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے اللہ کی توحید کے تمام تقاضوں کو پورا کیا تھا....؟

میں آپ کے سامنے توحید کے حوالے سے سات باتوں کا تذکرہ کرتا ہوں اِس پر آپ غور کریں۔

1. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہ اللہ کے علاوہ کسی کی قسم نہیں اُٹھاتے تھے، لیکن آج ہمارے ہاں سرِ عام لوگ اپنے پیروں فقیروں اور بزرگوں کی قسم اُٹھاتے ہیں اور کئی تو اپنی ماں کی قسم اُٹھاتے ہیں جبکہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کی توحید کے منافی ہے اگر آپ محبت میں آکر اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی قسم اُٹھاتے ہیں تو یہ حرام ہے اور اگر آپ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو حاجت روا، مشکل کشا اور نفع ونقصان کا مالک سمجھ کر قسم اُٹھاتے ہیں تو یہ بدترین شرک ہے۔

اب سوچنے والی بات یہ ہے کہ کیا ہم قسم کے معاملے میں صحابہ کے منہج پر ہیں...؟ اگر ہیں تو ہم حق پر ہیں اگر نہیں تو پھر ہمیں اپنی اِصلاح کرنی چاہیے۔

② رسول اللہ ﷺ کے صحابہ قبروں کو پختہ کرتے ہوئے اُن پر دربار اور مزار کھڑے نہیں کرتے تھے جیسا کہ آج کل ہمارے ہر شہر میں بزرگوں کی قبروں پر دربار اور مزار بنائے جاتے ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے کر آخری صحابی تک کسی صحابی نے کوئی دربار اور مزار نہیں بنایا، تو پھر آج ہم صحابہ کی مخالفت کرتے ہوئے قبروں کو پختہ بنا کر اُن پر عمارتیں کھڑی کیوں کرتے ہیں...؟

آلِ رسول، اہلِ بیت اور صحابہ میں بڑے بڑے اُونچے نام ہیں، رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں ہیں آپ کے حسب ونسب میں حضرتِ عباس، حضرتِ حمزہ، حضرتِ علی جیسی بلند وبالا شخصیات ہیں لیکن کسی صحابی نے کبھی کسی کی قبر کو دربار اور مزار نہیں بنایا۔

پھر اِسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بڑے بڑے علما صحابہ ہیں، بڑے بڑے شیر بہادر صحابہ ہے لیکن آپ کو کہیں نہیں ملے گا کہ کسی صحابی نے کسی صحابی کی قبر پر دربار بنایا ہو اور وہ وہاں پر مجاور بن کر بیٹھا ہو، جب صحابہ نے یہ کام نہیں کیے تو پھر ہمیں بھی صحابہ رضی اللہ عنہ کو اپنے لیے معیارِ توحید سمجھنا چاہیے ورنہ ہم بُری طرح گمراہ ہو جائیں گے۔

بلکہ آپ حیران ہوں گے کہ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابہ رضی اللہ عنہ کو ایک جلیل القدر نبی کی پاک میت ملی تھی لیکن صحابہ رضی اللہ عنہ نے اُس پر بھی نہ دربار بنایا، نہ مزار بنایا اور نہ ہی کوئی جبہ اور قبہ کھڑا کیا بلکہ بڑی راز داری کے ساتھ اللہ کے نبی کی پاک میت کو ایک نا معلوم جگہ پر دفن کر دیا تا کہ لوگ اُن کی قبر پر سجدے اور نذر و نیاز کا سلسلہ شروع کرتے ہوئے شرک میں مبتلا نہ ہو جائیں، سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

أَنَّهُمْ لَمَّا فَتَحُوا تُسْتَرَ قَالَ: فَوَجَدَ رَجُلًا أَنْفُهُ ذِرَاعٌ فِي التَّابُوتِ، كَانُوا يَسْتَظْهِرُونَ وَيَسْتَمْطِرُونَ بِهِ، فَكَتَبَ أَبُو مُوسَى إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِذَالِكَ، وَكَتَبَ عُمَرُ: إِنَّ هَذَا نَبِيٌّ مِنَ الأَنْبِيَاءِ وَالنَّارُ لَا تَأْكُلُ الْأَنْبِيَاءَ، وَالْأَرْضُ لَا تَأْكُلُ الْأَنْبِيَاءَ فَكَتَبَ أَنِ انْظُرْ أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ يَعْنِي أَصْحَابَ أَبِي مُوسَى فَادْفِنُوهُ فِي مَكَانٍ لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ غَيْرُ كُمَا قَالَ: فَذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو مُوسَى فَدَفَنَّاهُ (1)

''جب اُنہوں نے '' تُسْتَرَ '' کا علاقہ فتح کیا تو وہاں اُنہوں نے تابوت میں ایک ایسے شخص کی میت کو پایا جس کا ناک ایک ذراع یعنی ہاف بازوں کے برابر تھا اور وہاں کے لوگ اُن کی میت کی برکت سے غلبہ طلب کیا کرتے تھے اور بارش طلب کیا کرتے تھے، حضرتِ ابوموسی رضی اللہ عنہ نے یہ ساری صورتحال کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے معاملے پر (مشاورت اور غور کرتے ہوئے) جوابی خط لکھا کہ یہ انبیاء میں سے ایک نبی کی (پاک میت ہے) کیونکہ نہ آگ انبیا کے جسم کو جلاتی ہے اور نہ ہی زمین انبیا کے جسم کو کھاتی ہے اور ساتھ یہ بھی لکھا کہ آپ اپنے ساتھیوں سمیت اِس معاملے پر غور کریں اور اِن کی میت کو ایک ایسی جگہ پر جا کر دفن کر دیں جس کا آپ دونوں کے علاوہ کسی کو علم نہ ہو، حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم دونوں گئے اور حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کے اِرشاد کے مطابق اُن کو نامعلوم جگہ پر دفن کر دیا۔''

---

(1) المصنف ابن أبي شيبة:7/4،33819، إسناده صحيح

ذی وقار سامعین حضرات! اِس واقعہ سے بے شمار نکات سامنے آتے ہیں لیکن موضوع کی مناسبت کے پیشِ نظر ہم صرف اِس پہلو کو واضح کرنا چاہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے پہلے انبیاء میں سے ایک محترم نبی کی پاک میت کو پا لینے کے باوجود اُن کی قبر کو پختہ بنایا، نہ اُس پر دربار مزار کھڑا کیا اور نہ ہی اُس کو لوگوں کی زیارت کے لیے سرِ عام کھولا گیا بلکہ تمام صحابہ کی مشاورت کے بعد اُن کو ایک نامعلوم جگہ پر دفن کر دیا گیا جس سے صحابہ کا یہ عقیدہ نکھر کر سامنے آ گیا کہ وہ قبروں کی پوجا کرتے تھے، نہ قبروں سے تبرک حاصل کرتے تھے اور نہ ہی قبروں کو پختہ بنا کر اُن پر چڑھاوے چڑھاتے تھے، لیکن افسوس آج اُمت صحابہ کے عقیدہ سے بُری طرح منحرف ہو چکی ہے اور جگہ جگہ بزرگوں کی قبروں پر دربار قائم کر کے تبرک اور شرک کے لیے سرعام اُن کو لوگوں کے لیے کھول دیا گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جو کام صحابہ رضی اللہ عنہ نے انبیاء کی قبروں پر نہیں کیا وہ کام ہم نے اپنے بزرگوں کی قبروں پر شروع کر دیا ہے اور اگر کوئی شخص دردِ دِل سے سمجھانے کی کوشش کرتا ہے تو اُس پر فوری طور پر گستاخِ اولیا کا ٹھپہ لگا دیا جاتا ہے۔

3. رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہ نے کسی جلیل القدر صحابی کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھ کر، اُن کی قبر پر جا کر اُن سے سوال نہیں کیا، بلکہ جب بھی مانگا اللہ ہی سے مانگا تھا لیکن افسوس کہ آج اہلِ اسلام کی اکثریت قبروں میں مدفون نیک لوگوں سے ہر قسم کا سوال کرتے ہیں، نذر و نیاز لے کر جاتے ہیں حتی کہ اُن کو اپنا لجپال سمجھ کر اُن کے سامنے رکوع اور سجدے کرتے ہیں جبکہ ساری زندگی کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ کام نہیں کیا بلکہ آپ حیران ہوں گے امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے

ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں جب اُحد پہاڑ کے پاس ایک چشمہ کھدوانے کا پروگرام بنا تو درمیان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبریں بھی آتی تھیں تو حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ نے باہم مشاورت کے بعد یہی حکم دیا کہ اِن شہدا کو وہاں سے نکال کر دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے اور چشمے کو مکمل تیار کیا جائے، چنانچہ کھدائی کرتے ہوئے ایک شخص کا بیلچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ کے مبارک پاؤں کو لگا اور وہاں سے خون بھی نکل آیا لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سب کو دوسری جگہ پر دفن کر دیا۔ (1)

اِس واقعہ سے بھی آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور دیگر بہادر صحابہ رضی اللہ عنہ کی پاکیزہ میتوں کو تروتازہ دیکھ کر دوسری جگہ منتقل کر دیا اور منتقل کرنے کے بعد وہاں پر نہ کوئی دربار بنایا اور نہ ہی کوئی اُن کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھ کر کسی نے وہاں نذر و نیاز پیش کیں۔

اور انتہائی تکلیف دہ حالت یہ ہے کہ لوگ قبروں پر لاکھوں روپے خرچ کر کے دُلہن کے کمرے کی طرح مزار سجاتے ہیں اور پھر اُس مزار کی مٹی تک کو چومتے ہیں اور وہاں پر ماتھا رگڑنا اپنے لیے باعث برکت سمجھتے ہیں جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجرِ اسود جیسے عظیم جنتی پتھر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ اے حجر اسود تو نہ فائدہ دے سکتا ہے نہ نقصان دے سکتا ہے میں تجھے صرف اور صرف اِس لیے چومتا ہوں

(1) المنتظم :183/3، إسناده حسن

کہ کونین کے تاجدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا اگر وہ تجھے بوسہ نہ دیتے میں تجھے کبھی نہ چومتا۔ اللہ اکبر (1)

اور ہمارے بعض مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ ہم درباروں کی جالیاں بھی چومتے رہتے ہیں اور اپنے پورے وجود کو قبر کے سامنے اور اُن کے دروازوں کے سامنے پوری طرح جھکا دیتے ہیں... کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہ ایسے تھے؟ کبھی نہیں۔

میں نے کہیں پڑھا ہے کہ ایک دفعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دورانِ حج کسی شخص سے مانگتے ہوئے دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ جلال میں آ گئے اور فرمانے لگے: تجھے شرم نہیں آتی، ربّ کے گھر، بیت اللہ کے پڑوس میں بھی تو غیروں سے مانگ رہا ہے یہ تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہ کی توحید اور اُن کا عقیدہ لیکن آج کل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کا دعویٰ کرنے والے بلکہ اُن کے عشق کے ٹھیکدار گلی گلی دربار مزار بنائے بیٹھے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہ کے عقیدہ و منہج سے لاکھوں میل دور ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائیں۔

(4) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہ کبھی بھی شرکیہ نعت، قوالی اور اشعار نہیں پڑھا کرتے تھے لیکن آج کل ہر دوسری نعت شرک سے بھری پڑی ہے ہمارے مسلمان قوال اپنی قوالیوں میں ایسے ایسے کفریہ بول بولتے ہیں کہ اِنسان کے پلے توحید اور ایمان نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی... لیکن افسوس وہ

(1) مسند احمد: 125/1، سنن ابی داوٗد: 1873، إسناده حسن

بھی اپنے آپ کو صحابہ رضی اللہ عنہ کا عاشق سمجھتے ہیں اور ہماری حکومت بھی اِن کی کفریات کا کوئی نوٹس نہیں لیتی۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور صحابہ رضی اللہ عنہ کی زندگیاں پڑھ کر دیکھ لیں جب بھی اُن کے سامنے کسی نے محبت میں آ کر ایسا بول بولا جو عقیدہ توحید کے منافی تھا تو انہوں نے بلا جھجک فوراً منع کر دیا، توحید کے تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ایک حد تک شعر گوئی کی اجازت دی گئی لیکن افسوس ہمارے ہاں کوئی پوچھنے والا نہیں اُلٹا اِصلاح کرنے والے، حق بات کہنے والے کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

5 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے کوئی صحابی چھلہ، کڑا، دھاگہ اور تعویز نہیں پہنا کرتے تھے لیکن آج کل ہر دوسرے شخص کی کلائی پر کوئی نہ کوئی آفت ضرور نظر آئے گی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اِن سب چیزوں کو شرک سمجھتے تھے اور سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ جن کاموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہ کو شدید نفرت تھی ہم کو اُن شرکیہ کاموں سے شدید محبت ہے اور ہم اُن کو اپنے لیے خیر و برکت کا سامان سمجھتے ہیں۔

6 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو نہ مشکل کشا کہتے، نہ داتا کہتے، نہ لجپال غریب نواز کہتے تھے اور نہ ہی صحابہ میں غوث، قطب اور ابدال جیسے القابات متعارف تھے لیکن آج کل ہمارے ہاں یہ سارا کچھ چلتا ہے...

کیا ہم صحابہ کے عقیدہ اور عمل پر قائم ہیں...؟ اگر قائم ہیں تو پھر یہ چیزیں ہم میں کہاں سے آئیں صحابہ رضی اللہ عنہ میں تو یہ چیزیں بالکل نہیں تھیں۔

⑦ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نہ جشن تھا نہ محرم کا ماتم تھا حتی کہ صحابہ کے بعد تابعین اور تابعین کے بعد تبع تابعین کا زمانہ بھی ایسے کاموں سے پاک تھا، صحابہ وتابعین کے زمانے میں درجنوں ایسے واقعات ہوں گے جو حد درجہ خوشی کے باعث تھے اور درجنوں واقعات ایسے تھے جو کمر کو توڑ کر رکھ دینے والے تھے، لیکن یہ سب کچھ ہونے کے باوجود اُن میں جشن کے دِن تھے نہ ہی ماتم کے دِن تھے۔

اور یہ وہ زمانے ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے زیادہ بہترین زمانے قرار دیا ہے اور اِن کے لیے رحمت، بخشش اور جنت کی دعا کی ہے۔

جب یہ سارے سلسلے اُن میں نہیں تھے تو ہم نے اُن کی راہ کو چھوڑ کر یہ کام کیوں شروع کیے، ہماری گمراہی کے لیے یہی کافی ہے کہ ہم نے صحابہ کو ایمان وعمل اور توحید میں معیار نہیں سمجھا اور اُن کے پیچھے چلنے کی کوشش نہیں کی جبکہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہدایت یافتہ ہونے کے لیے اِس امر کو لازمی قرار دے رہے ہیں کہ اگر تمہارا ایمان صحابہ جیسا ہوگا تو تمہیں ہدایت ملے گی ورنہ تمہارے لیے ہدایت کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، اللہ کا واسطہ اِس آیت پر بار بار غور کریں۔

﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ ①

"پس اگر یہ لوگ ایسے ہی ایمان لائیں جیسے تم ایمان لائے ہو تو وہ بھی ہدایت پا

① سورة البقرة: 137

لیں گے اور اگر وہ اِس سے منہ پھیریں تو وہ ہٹ دھرمی پر اُتر آئے ہیں، لہٰذا اللہ اِن کے مقابلے میں آپ کو کافی ہے اور وہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔"

پیارے مسلمان بھائیو! اللہ کی قسم! آپ کے فرقے کا مولوی آپ کے کام نہیں آئے گا، اللہ کے لیے آنکھیں کھولو اور کچھ سمجھو سیکھو اگر توحید ہی صحابہ رضی اللہ عنہ جیسی نہیں تو سمجھ لو، بنیاد ہی نہیں ہے اور جب بنیاد ہی نہیں تو پھر انسان کے دعوے کسی کام کے نہیں اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اور آپ کو صحابہ جیسی توحید عطا فرمائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعلق بالحدیث

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی توحید اپنانے کے بعد میرے اور آپ کے کرنے کا دوسرا اہم ترین کام یہ ہے کہ ہم اُسی انداز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے ساتھ محبت کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام اور حیا کریں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہ آپ کی حدیث کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا کرتے تھے، دنیا کا مال دیکھتے نہ اولاد دیکھتے اور نہ ہی کسی عہدے اور مفاد کی پروا کرتے، اُن کی نظر میں اور اُن کے دِل میں صرف ایک ہی بات ٹھہری ہوئی تھی کہ جان جاتی ہے تو جائے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نہ جائے اور ہمارے ہاں بڑے بڑے دین دار اِس قدر ضدی اور ہٹ دھرم ہیں کہ مسئلہ سمجھ آجانے کے باوجود بھی ساری زندگی حدیث پر عمل صرف اِس لیے نہیں کرتے کہ میرا پیر، میرے محلے کا مولوی اور میرا فرقہ مجھے اِس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا بہت زیادہ حیا

تھا ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ حضرتِ ابورافع رضی اللہ عنہ نے اپنا مکان فروخت کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کو اپنے مکان کے پانچ سو درہم مل رہے تھے اِسی دوران حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کے ہمسائے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ابورافع رضی اللہ عنہ مکان فروخت کر رہے ہیں، تو اُنہوں نے کہا یہ مکان مجھے دے دو اور میں آپ کے اِس کا چار سو درہم دوں گا اور وہ بھی اکٹھے نہیں دے سکتا بلکہ چار سو درہم کی ادائیگی وقفے وقفے سے کروں گا، اِس پر ابورافع رضی اللہ عنہ نے کہا:

أُعْطِيتُ خَمْسَمِائَةٍ نَقْدًا فَمَنَعْتُهُ

مجھے اِس کے نقد پانچ سو درہم مل رہے ہیں لیکن میں نے نہیں لیے اور یہ آپ کو چار سو درہم میں دے رہا ہوں اور آپ نے اِن کی ادائیگی ایک لمبے عرصے میں کرنی ہے تو میں یہ سارا کچھ اِس لیے قربان کر رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جب کوئی اپنا مکان فروخت کرے تو اُس کو خریدنے کا زیادہ حق اُس کے ہمسائے کا ہے اور فرمایا:

وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: الجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَا بِعْتُكَهُ [1]

''اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ پڑوسی اپنے قریب کی چیز کا زیادہ حق دار ہے تو میں آپ کو کبھی فروخت نہ کرتا۔'' اللہ اکبر

یہ ہے صحابہ کا حدیث رسول سے محبت کا رشتہ، کہ سو درہم بھی چھوڑ دیے اور ایک لمبے وقت کی مہلت بھی دے دی اور یہ سارا کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی

[1] صحيح البخاری:6977

خاطر کیا اور ہمارے مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ اپنی جیب سے پیسے دے کر ہفتے بعد حدیث رسول کا جنازہ نکالتے ہوئے اپنی داڑھی کا قتل کرتے ہیں اور یہ مقدس بالوں کو کوڑا کرکٹ میں پھینک دیتے ہیں۔ استغفر اللہ

یعنی اپنی حلال کمائی سے رسول اللہ ﷺ کے امر اور آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اور لین دین کے معاملے میں مسلمانوں کی اکثریت حدیث کی خاطر ایک روپیہ بھی چھوڑنے کو تیار نہیں ہے۔

اور صحابہ کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے اِس قدر زیادہ محبت اور آپ ﷺ کی حدیث سے اِس قدر پیار تھا کہ حضرت عمران رضی اللہ عنہ اپنا آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم کسی سفر پر تھے اور ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ بھی تھے، اِسی دوران ایک عورت اپنی اونٹنی پر سوار تھی کہ اُس کی اونٹنی نے اُسے پریشان کرنا شروع کر دیا اُس نے غصے میں آکر اُس اونٹنی پر لعنت کر دی، تو رسول اللہ ﷺ نے اُس کی آواز کو سُن لیا اور فرمایا جو اِس پر سامان ہے اُس کو رکھ لو اور اِس کو چھوڑ دو کیونکہ اب یہ اونٹنی برکت سے محروم کر دی گئی ہے اور اِس پر لعنت کر دی گئی ہے، عورت نے جب رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث سُنی تو فوراً سامان اُتار لیا اور اونٹنی کو چھوڑ دیا، حضرتِ عمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

فَكَأَنِّي أَرَاهَا الْآنَ تَمْشِي فِي النَّاسِ، مَا يَعْرِضُ لَهَا أَحَدٌ (1)

''گویا کہ میں اب اُس اونٹنی کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ لوگوں میں گھوم پھر رہی ہے اور کوئی اُس کی طرف توجہ نہیں کرتا۔''

(1) صحیح البخاری:2595

ذی وقار سامعین! یہ تھی ایک عورت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کہ اُس نے اپنی قیمتی اُونٹنی کو چھوڑنا گوارہ کرلیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو چھوڑنا پسند نہیں کیا... آج ہم کہاں کھڑے ہیں؟ کیا ہم بھی اِسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا حیا کرتے ہیں...؟

سونے کی انگوٹھی پھینکنے والا واقعہ تو آپ نے کئی بار علما کرام سے سنا ہوگا لیکن ہم کہاں کھڑے ہیں...؟

اللہ تعالیٰ کو صحابہ جیسا عقیدہ چاہیے، صحابہ جیسا ایمان اور عمل چاہیے صحابہ جیسا حدیث رسول سے پیار اور لگاؤ چاہیے اِسی لیے تو فرمایا ہے:

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (1)

''پس اگر یہ لوگ ایسے ہی ایمان لائیں جیسے تم ایمان لائے ہو تو وہ بھی ہدایت پالیں گے اور اگر وہ اِس سے منہ پھیریں تو وہ ہٹ دھرمی پر اُتر آئے ہیں، لہٰذا اللہ اِن کے مقابلے میں آپ کو کافی ہے اور وہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خلق خدا سے تعلق

کسی شخص کے بھی کامل ایمان والا ہونے کے لیے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے، ایک تو وہ اللہ کی توحید کے معاملے میں بہت زیادہ حساس ہو اور پھر اُس

(1) سورة البقرة: 137

کے دِل میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث اور سنت کی شدید محبت ہو اور پھر وہ اِس کے ساتھ ساتھ اللہ کی مخلوق کے ساتھ حد درجہ حسن سلوک کرنے والا بھی ہو، وہ اپنی طاقت اور دولت کا غلط استعمال نہ کرے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ خوبی حد درجہ موجود تھی، وہ دولت کو اللہ کی مخلوق پر لٹا دینے والے تھے، تنگ دست کی تنگ دستی کا خیال رکھنے والے تھے اور اگر اُن سے کسی کے ساتھ نا چاہتے ہوئے کوئی زیادتی ہو جاتی تھی تو وہ فوراً اُس سے معافی مانگتے ہوئے اپنے آپ کو قصاص کے لیے پیش کرتے تھے۔

وقت کے اختصار کے پیشِ نظر آپ کے سامنے صرف تین واقعات پیش کر دیتا ہوں تاکہ آپ کو اچھی طرح واضح ہو جائے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان کی اِس بلندی پر فائز تھے۔

ایک دفعہ خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جمعہ کے خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا: صبح صدقے کے اُونٹ لے کر آؤ تاکہ وہ تقسیم کیے جائیں اور ہماری اجازت کے بغیر کوئی شخص بھی اونٹ لینے نہ آئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اعلان کے بعد ایک عورت نے اپنے خاوند کو کہا کہ آپ بھی جاؤ اور اپنی ضرورت کے لیے ایک اونٹ لے آؤ، چنانچہ وہ شخص حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ بغیر اجازت اور اطلاع کے اونٹوں والی جگہ میں داخل ہو گیا جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ شخص بغیر اجازت کے داخل ہوا ہے تو آپ وقت کے حکمران تھے، بڑے تھے آپ نے ادب سکھلانے کے لیے اُس سے اُس کی مہار پکڑی اور ہلکی سی اُسے دے ماری۔

آپ لوگ بھی جانتے ہیں کہ نہ یہ ظلم ہے اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی زیادتی

وقت کے خلیفہ کو اتنا حق تو پہنچتا ہے کہ وہ کسی نامناسب حرکت پر سرزنش کرے اور سزا دے لیکن اِس سب کچھ کے باوجود حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب اونٹوں کی تقسیم سے فارغ ہوئے تو آپ نے اُس شخص کو بلایا اور فرمایا بھائی مجھ سے بدلہ لے لو، جو مطالبہ کرنا ہے کر لو، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رحم دِلی اور تقویٰ دیکھ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! آپ وقت کے خلیفہ ہیں اِس طرح کا طریقہ جاری نہ کریں کہ کوئی عام شخص خلیفہ کو معمولی بات پر قصاص کے لیے اپنے سامنے کھڑا کر لے۔

حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے عمر!

فَمَنْ لِيْ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (1)

''قیامت والے دِن اللہ سے مجھے چھڑانے والا کون ہوگا؟''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات یہ حقیقت سُنی تو فرمانے لگے: اے ابوبکر! آپ اِس شخص کو خوش کر دیں تاکہ یہ قیامت والے دِن کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہ کر سکے، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ اونٹ، چادر اور دینار لے کر آئے اور حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ ساری چیزیں اُس شخص کو دے دیں۔ اللہ اکبر

سامعین حضرات! آپ اِس واقعہ سے اندازہ لگا لیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ طاقت اور قوت کے باوجود اللہ کی مخلوق کے ساتھ کس قدر حسنِ سلوک کرنے والے تھے اور وہ اللہ کی مخلوق کے ساتھ اِس قدر اچھائی والا معاملہ کیا کرتے تھے جبکہ ہمارے ہاں حالت کیا ہے...؟ معمولی سا اختیار ملے تو ہم ہر چیز اُلٹا کر رکھ دیتے ہیں۔

(1) السنن الكبرى للامام البيهقي:8/49، إسناده حسن

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے اپنی معروف کتاب ''الطبقات'' میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کے پاس دو بوریوں میں کم وبیش لاکھوں کی مالیت کا سامان بھیجا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواجات کے متعلق حسنِ سلوک کا حکم دیتے ہوئے بہت زیادہ فضیلت بیان کی تھی، چنانچہ جب وہ مال کی بوریاں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچی تو اُنہوں نے اُس مال کو مساکین میں تقسیم کرنا شروع کر دیا، جس دِن آپ اُس مال کو تقسیم کروا رہی تھیں اُسی دِن آپ نے اللہ کی رضا کے لیے روزہ بھی رکھا ہوا تھا جب شام ہوئی تو سیدہ فرمانے لگیں میرے پاس افطاری کے لیے کوئی چیز لے آؤ تاکہ میں روزہ افطار کر لوں، جواب ملا کہ افطاری کے لیے کچھ بھی نہیں ہے، ایک کھجور تک بھی نہیں ہے اور ساتھ سیدہ کو کہا کہ آپ مال تقسیم کرتے ہوئے چند درہم رکھ لیتی جس سے گوشت خرید کر آپ روزہ افطار کر لیتیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں مجھے کیا خبر تھی یہ بات مجھے آپ پہلے بتلا دیتے۔ (1)

سامعین کرام! اور بالخصوص میری معزز مائیں اور بہنیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اِس حسن سلوک پر غور کریں اور اپنے کردار کا جائزہ لیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں...؟ یہ پاک باز لوگ تو اللہ کی مخلوق کے لیے سب کچھ لٹا دیتے تھے لیکن افسوس! کہ ہم سب کچھ جوڑ کر بھی خوش نہیں ہوتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(1) الطبقات للامام ابن سعد:67/8، إسناده حسن

آج کوئی شخص کسی اپنے پیارے کو بھی اللہ کے لیے ایک روپیہ معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اپنے پاس فراخی نہ ہونے کے باوجود تنگ دستوں کو اللہ کے لیے معاف کر دیا کرتے تھے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ سے کچھ پیسے لینے تھے لیکن وہ بیچارہ ہر دفعہ پیسے لینے والے صحابی کو دیکھ کر چھپ جایا کرتا تھا اور یہ سلسلہ جاری رہا، ایک دِن ایسا بھی آیا کہ پیسے لینے والے صحابی کو اِس بات کی خبر ہوگئی جس سے میں نے پیسے لینے ہیں وہ مجھے دیکھ کر چھپ جاتا ہے، چنانچہ اُنہوں نے اُس کو گھر سے باہر بلایا اور کہا کہ تو مجھے پیسے کیوں نہیں دیتا اُس نے آگے سے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گا کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں ''وَكُنْتُ، وَاللّٰهِ! مُعْسِرًا'' اور اللہ کی قسم! میں محتاج تھا، میں تنگ دست تھا، میرے حالات ٹھیک نہیں تھے، نہ میں آپ کے ساتھ جھوٹ بولنا چاہتا تھا اور نہ ہی آپ کے ساتھ وعدہ خلافی کرنا چاہتا تھا اِس لیے مارے شرمندگی کے آپ کے متعلق سُن کر میں گھر میں چھپ جایا کرتا تھا، جب پیسے لینے والے صحابی نے تنگ دست صحابی کی یہ حالت دیکھی تو اُس کو بے عزت نہیں کیا اور یہ نہیں کہا کہ آپ لوگوں کو پیسے لینے کا شوق ہوتا ہے اور دیتے وقت آپ لوگ بہانے کرتے ہو، اِس طرح کی کوئی بات نہیں کہی بلکہ کیا کیا؟ غور کریں!

فَأُتِيَ بِصَحِيفَتِهِ فَمَحَاهَا بِيَدِهِ، قَالَ: فَإِنْ وَجَدْتَ قَضَاءً فَاقْضِنِي وَإِلَّا، أَنْتَ فِي حِلٍّ فَأَشْهَدُ بَصَرَ عَيْنَيَّ هَاتَيْنِ وَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلَى عَيْنَيْهِ وَسَمْعَ أُذُنَيَّ هَاتَيْنِ، وَوَعَاهُ قَلْبِي هَذَا وَأَشَارَ إِلَى مَنَاطِ قَلْبِهِ، رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، أَوْ وَضَعَ عَنْهُ، أَظَلَّهُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ)) (1)

''اُس نے قرضے کا جو معاہدہ نامہ تھا وہ منگوایا اور اُس معاہدہ کو اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور کہا: اگر تجھے با آسانی پیسے میسر آجائیں تو دے دینا ورنہ میری طرف سے تجھے معاف میں اپنی اِن آنکھوں کو اور اپنے اِن کانوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اور میرے دِل نے اِس بات کو اچھی طرح یاد رکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اُس کا قرض معاف کر دیا تو اُس کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ عطا فرمائیں گے۔

سامعین کرام! یہ ہیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کیا ہمارا ایمان بھی اِن جیسا ہے...؟ کیا اللہ کی مخلوق کے ساتھ ہمارا رویہ بھی اِن کی طرح ہے...؟ اگر ہے تو اللہ کا شکر ادا کریں ورنہ اپنے آپ کی فکر کریں۔

(1) الصحیح لمسلم:3006

اللہ کی قسم! بعض لوگوں کی کیسی بدبختی ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا ایمان بنانے کی بجائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان میں شک کرتے ہیں اور اُن کو ایمان سے خارج سمجھتے ہیں اور اپنی مجلسوں میں اُن کی شخصیات کے ساتھ ایسا ایسا بازاری مذاق کرتے ہیں کہ انسان اسلام سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہم اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتے ہیں کہ ربّ تعالیٰ نے ہمیں صحابہ کا سچا وارث بنایا اللہ تعالیٰ ہم سب کو اُن جیسا ایمان بھی عطا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو صحابہ جیسا خالص ایمان چاہیے اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ جیسا ایمان بنانے کی، اپنانے کی اور اُسی ایمان کو آگے پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

هذا ما كان عندى

واللّٰه تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقى الا باللّٰه

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰه رب العالمين

عیدِ قربان کا پیغام

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ○﴾ (1)

''اور ہر اُمت کے لیے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تا کہ وہ اُن چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے اُنہیں دے رکھے ہیں، تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے اُسی کے فرمانبردار بنو اور عاجزی کرنے والوں کو بشارت سُنا دیں۔''

﴿اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ○﴾ (2)

''بلاشبہ ہم نے آپ کو بہت زیادہ خیر عطا کی پس آپ اپنے ربّ کے لیے نماز پڑھیں اور نحر کریں بلاشبہ آپ کا دشمن ہی دُم کٹا ہے۔''

(1) سورۃ الحج:34
(2) سورہ الکوثر:1،3

تمہیدی گزارشات

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے قربانی کے دِن بہت زیادہ قریب ہیں تمام مسلمان اپنی اپنی طاقت کے مطابق قربانی کرنے والے ہیں آج میں آپ کے سامنے قربانی کے حوالے سے چند قیمتی گزارشات کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اِس وقت قربانی جیسا انقلابی اور مبارک عمل بھی شغل میلہ کی شکل اختیار کر چکا ہے، جانور تو نظر آتے ہیں لیکن ذبح کرنے والوں میں قربانی کی روح اور تقویٰ نظر نہیں آتا ہے۔

قربان ہر اُس چیز کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے اور قربانی کا مطلب یہ ہے کہ یوم النحر اور ایامِ تشریق میں اللہ تعالیٰ کے قرب کے لیے جانوروں کو ذبح کرنا۔

کیا ہمیں کوئی واقعی طور پر جانور ذبح کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو رہا ہے، کیا ہم اللہ تعالیٰ کے اِس قرب کو محسوس کر رہے ہیں یا صرف قربانی جیسا مبارک عمل بھی پیسے روپے والوں کے ہاں ایک فیشن، شغل اور دِل بہلانے کا سامان بن چکا ہے۔

آپ سب جانتے ہیں کہ قربانی کے لیے نیت کا خالص ہونا، رزق کا حلال ہونا، جانور کا شرائط کے مطابق ہونا اور ایام تشریق میں ذبح ہونا از حد ضروری ہے، اِس کے بغیر تو اللہ تعالیٰ سِرے سے قربانی قبول ہی نہیں کرتے۔

قربانی کی شرعی حیثیت

اِس بارے میں ہمارے علمائے کرام کئی طرح کی رائے رکھتے ہیں بعض کا کہنا ہے کہ صاحبِ استطاعت پر قربانی فرض ہے جو صاحبِ حیثیت قربانی نہیں کرتا وہ

گناہگار ہے، کچھ علمائے کرام وجوب کا فتویٰ صادر فرماتے ہیں، اکثر علمائے کرام قربانی کو ایک مسنون مبارک عمل قرار دیتے ہیں اور ہماری رائے یہ ہے کہ ان علمی اصطلاحات میں اُلجھے بغیر مندرجہ ذیل ایک حدیث پر غور فرمالیں اور اُس کے تناظر میں خود ہی غور کرلیں کہ قربانی نہ کرنے والا شخص کتنی سخت اور خطرناک وعید کی زد میں ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

مَنْ وَجَدَ سَعَةً فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرُبَنَّ مُصَلَّانَا (1)

''جس نے مالی کشادگی پائی اور قربانی نہ کی وہ کسی صورت بھی ہماری عیدگاہ نہ آئے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے آپ باآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بلاوجہ طاقت کے باوجود قربانی نہ کرنا خود کو اتنی بڑی وعید میں دھکیلنے والی بات ہے، ہم تمام اہل اسلام کی خدمت میں ہزار ادب سے گزارش کریں گے کہ وہ کسی صورت بھی اِس مبارک عمل سے محروم نہ رہیں، ہماری صاحب ثروت اور مال دار حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنے قرب وجوار میں رہنے والے پیاروں کو قربانی کے جانور بطورِ تحفہ پیش کریں یہ بھی بہت بڑی مقبول نیکی ہے لیکن افسوس کہ ہمارا اِس طرف کوئی دھیان نہیں ہے اور اسی طرح اپنے کسی ملازم یا رشتے دار کو اتنی مقدار میں رقم دے دیں کہ وہ گائے یا اونٹ کے حصے میں شریک ہوجائے اگر ہم مل جل کر قربانی والے عمل کو

(1) سنن ابن ماجه:3123، اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے، امام ابن حجر اور امام بوصیری کا رجحان بھی اس کی صحت کی طرف ہے اور اِسی طرح امام البانی نے اِس روایت کو صحيح الجامع:6366 میں ذکر کیا ہے)

عام کرنے کی کوشش کریں تو پورا مسلم معاشرہ اِس کی برکات حاصل کر سکتا ہے۔

یہاں ایک ضمنی طور پر مسئلہ سُن لیں کہ جو شخص بالکل قربانی کی طاقت نہیں رکھتا وہ عید کے بعد اپنے ناخن کاٹ لے، لبوں کے، بغلوں کے اور زیرناف بال صاف کر لے اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے بھی پوری قربانی کا ثواب عطا فرمائیں گے۔

بہرصورت ہمیں تو ایک بات سمجھ آتی ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال اولاد دیں، اُس کے حالات پھیر دیں، اُس کی عزت اور عظمت میں اضافہ کرے ایسے شخص کو کسی صورت بھی نماز اور قربانی جیسے مبارک عمل سے پیچھے نہیں رہنا چاہیے، دِل کے شوق سے قربانی کرنا یہ آپ کے اعلیٰ درجہ کے شکرگزار ہونے کی بہترین دلیل ہے اور آیئے قربانی صرف ایک سالانہ سنت نہیں ہے بلکہ یہ مبارک عمل آپ کی زندگی میں بہت بڑی تبدیلی پیدا کرنے کے لیے آتا ہے، عید قرباں میں میرے اور آپ کے لیے بڑے بڑے اہم پیغامات موجود ہوتے ہیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہم اُن پیغامات کی طرف غور ہی نہیں کرتے۔

آیئے آج میں آپ کے سامنے عید قرباں سے ملنے والے پانچ پیغامات پیش کرنا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان باتوں پر غور کرنے کی توفیق عطا کرے اللہ تعالیٰ قربانی کا ذِکر کرتے ہوئے کیا خوب اِرشاد فرماتے ہیں۔

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ﴾ (1)

(1) سورة الحج:34

''اور ہر اُمت کے لیے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تا کہ وہ اُن چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے اُنہیں دے رکھے ہیں، تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے اُسی کے فرمانبردار بنو اور عاجزی کرنے والوں کو بشارت سُنا دیں۔''

یعنی قربانی پہلی اُمتوں کے لوگ بھی کیا کرتے تھے، یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی عبادت اور کسی بھی مسلمان کے سچے مومن اور عاجزی وانکساری کے پیکر ہونے کی دلیل ہے اور اِسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قربانی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○﴾ (1)

''بلاشبہ ہم نے آپ کو بہت زیادہ خیر عطا کی پس آپ اپنے ربّ کے لیے نماز پڑھیں اور نحر کریں بلاشبہ آپ کا دشمن ہی دُم کٹا ہے۔''

اِس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بالخصوص جب حالات بہتر ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اُس کی راہ میں اونٹ نحر کرنا چاہیے، اُس کی راہ میں جانوروں کو ذبح کرنا چاہیے اِس مبارک عمل سے اللہ تبارک وتعالیٰ پہلے سے زیادہ عزت، برکت اور بلندی عطا کرتا ہے اور اِس عید میں میرے اور آپ کے لیے درج ذیل پانچ پیغام ہیں۔

1 عید قربان اور توحید کا پیغام

بڑی عید کا موقع صرف قربانی کے جانور کا گوشت کھانے کا نہیں ہوتا بلکہ

(1) سورة الکوثر: 1، 3

اِس نعمت کے ساتھ ساتھ ہمیں قربانی کے اصل پیغام کو بھی سمجھنا چاہیے قربانی کا سب سے پہلا پیغام ''پیغامِ توحید'' ہے جو شخص عقیدہ توحید رکھتا ہو اور صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے مقرر کردہ دِنوں میں قربانی کرے تو اللہ تعالیٰ اِس کی قربانی کو قبول فرما لیتے ہیں، کیونکہ قربانی کا اصل مقصد اور ہدف ہی یہی ہے کہ اللہ کے نام کو اُونچا کیا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗ اَسْلِمُوْا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ﴾ (1)

''اور ہر اُمت کے لیے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ اُن چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے اُنہیں دے رکھے ہیں، تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے اُسی کے فرمانبردار بنو اور عاجزی کرنے والوں کو بشارت سُنا دیں۔''

اور اِسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کروایا

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (2)

''آپ کہہ دیں بلاشبہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا سفرِ آخرت جہانوں کے پالنے والے اللہ کے لیے ہے۔''

(1) سورة الحج:34

(2) سورة الأنعام: 162

جس شخص کو قربانی کے ساتھ ساتھ عقیدہ توحید سمجھ نہیں آتا اور وہ غیروں کے نام کے جانور بھی ذبح کرتا ہے، کسی دربار یا مزار پر کسی بزرگ کے قرب کو پانے کے لیے وہاں پر جانور لے جاتا ہے، یا اُن کے نام کے جانور چھوڑ دیتا ہے یا اُن کو خوش کرنے کے لیے جانور ذبح کرتا ہے تو ایسا شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اور ایسے شخص کا ہزار جانور اللہ کی راہ میں مچھر کے پر جتنی حیثیت بھی نہیں رکھتا بلکہ

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

﴿لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ (1)

''اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر لعنت کریں جس نے اللہ کے علاوہ کسی غیر کے لیے جانور کو ذبح کیا۔''

آج کل ہمارے ہاں قربانی بھی فیشن بن چکی ہے، مال دار لوگ بڑے بڑے خوبصورت جانور ذبح کرتے ہیں، لیکن خوبصورت عقیدے ''عقیدہ توحید'' پر توجہ نہیں کرتے بلکہ جس طرح قریشِ مکہ اپنے بتوں کے نام کے جانور چھوڑا کرتے تھے اُسی طرح اپنے درباروں کے نام پر جانور وقف کیے جاتے ہیں جو کہ شرک کی ایک قسم ہے اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو قربانی کے ساتھ ساتھ توحید والا عقیدہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ عید قربان کا پہلا پیغام، ''توحید کا پیغام'' ہے اِس کے بغیر کچھ نہیں ہے۔

2 عید قربان اور سنت کا پیغام

عید الاضحیٰ کا پیغام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا پیغام ہے، دبے پاؤں عید

(1) الصحیح لمسلم: 141

الاضحیٰ کے دِنوں میں اور قربانی کے جانور کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دوسری تربیت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہر عمل رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق کیا کرو اور سنت کے دائرے سے کبھی بھی باہر نہ نکلا کرو۔

غور کریں! قربانی کے مختلف پہلو ہمارے اندر سنت کی غیرت اور محبت کس اجاگر کرتے ہیں۔

1 جو شخص مخصوص دِنوں ''ایامِ تشریق'' کے علاوہ قربانی کرتا ہے اُس کی قربانی قبول نہیں ہوتی ہے اور اِس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ جن دِنوں میں رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی ہے یا قربانی کرنے کی اجازت دی ہے ہم نے اُن دِنوں میں قربانی نہیں کی۔

2 جو شخص عید والے دِن عید پڑھنے سے پہلے جانور ذبح کر لے اُس کی قربانی بھی قبول نہیں ہوتی، چاہے نیت جس قدر بھی پاکیزہ کیوں نہ ہو۔

اِس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اُس نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق عین اُسی وقت جانور ذبح نہیں کیا جس وقت رسول اللہ ﷺ جانور ذبح کیا کرتے تھے۔

3 اِسی طرح قربانی کا جانور جتنا خوبصورت کیوں نہ ہو اگر وہ دوندا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی قربانی بھی قبول نہیں کرتے اور اِس کی وجہ بھی یہی ہے وہ جانور ذبح نہیں کیا گیا جو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق تھا۔

بہرصورت قربانی کے جانور سے قدم بہ قدم یہی تربیت حاصل ہوتی ہے کہ اگر یہ عمل سنت کے مطابق ہے تو قبول ہے اگر سنت کے مطابق نہیں ہے تو کسی صورت بھی قبول نہیں ہے چاہے قربانی کرنے والے کی نیت سونے سے زیادہ قیمتی ہو اور اللہ

تعالیٰ بھی یہی ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ○﴾ (1)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو۔

ہر وہ عمل باطل ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے موافق نہیں ہے اور عید قربان بھی ہمیں سنت کا پیغام دیتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں یہ پیغام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور یقین جان لیں اگر آج اُمت کو یہ نکتہ سمجھ آجائے اور یہ پیغام اچھی طرح سنائی دے جائے تو فرقہ واریت کا زور ٹوٹ سکتا ہے اور اُمت سنت کی برکت سے اکٹھی ہو سکتی ہے۔

3 عید قربان اور ایثار کا پیغام

عید قربان کا تیسرا پیغام یہ اپنا آپ لوٹانے کا پیغام ہے، اِیثار کا پیغام ہے عید قربان اِس جذبے کا پیغام ہے کہ مسلمان جانور کی گردن چھری پھیرتے ہوئے اپنے اللہ کے ساتھ یہ عہد بھی کرلیں کہ آج میں اللہ کو خوش کرنے کے لیے جانور ذبح کر رہا ہوں کل مجھے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے اپنی گردن پر بھی چھری چلوانی پڑی تو میں گریز نہیں کروں گا، قربانی کرتے ہوئے جو شخص حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یاد نہیں رکھتا اُس شخص کو بھی عید قربان کا پیغام سمجھ نہیں آتا، آپ کو یاد

(1) سورہ محمد:33

ہو گا کہ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بچپن کی آنکھ کھولی اور

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (1)

''پس جب وہ اُس کے ساتھ چلنے کے قابل ہوئے تو کہا اے میرے پیارے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں غور کر لے تیرا کیا خیال ہے اُس نے کہا اے میرے باپ! جو آپ کو حکم دیا گیا ہے وہ کر گزریں اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔''

یہ ہے اصل میں قربانی کا پیغام، کہ مسلمان اپنا سب کچھ لٹانے کے لیے ہمہ وقت تیار رہیں۔

اور آپ کو اِس مسئلہ کا بھی علم ہے کہ قربانی کا گوشت مساکین میں لازمی تقسیم کرنے کا حکم ہے اگر کوئی شخص اپنی قربانی کا قیمتی اور نفیس گوشت مساکین میں تقسیم نہیں کرتا تو خطرہ ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اُس کی قربانی کو رد نہ کر دیں کیونکہ قربانی کا اصل پیغام ہی یہ ہے کہ اپنے قرب و جوار میں مساکین کا خیال رکھا جائے اور اپنے ہاتھوں سے جانور ذبح کر کے اِن کو گوشت کھلایا جائے اور مسلمان کا یہ عمل حقیقت میں اُسے یہ پیغام دے رہا ہوتا ہے کہ اپنے ساتھ مساکین کا خیال رکھنا بھی میرے فرائض میں شامل ہے اور یاد رکھو! جس شخص کو عید قربان کا یہ پیغام سمجھ نہیں آتا اُس کی قربانی سرے سے قبول ہی نہیں ہوتی۔

(1) سورة الصافات: 102

قربانی کے موقع پر کئی لوگ تو گھٹیا حرکات کرنے سے بھی باز نہیں آتے وہ یوں کہ اچھا گوشت خود کے لیے رکھ لیتے ہیں اور چھچھڑے نماں گوشت مساکین میں تقسیم کر دیتے ہیں جو کہ قربانی کے پیغام کو نا سمجھنے کی نحوست ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ سمجھ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

4 عید قربان اور طہارت و نفاست کا پیغام

جو شخص تھوڑی سی توجہ کے ساتھ ہی جانور ذبح کرتا ہے تو جانور خریدتے وقت اور اُس کو قربان کرتے وقت اُس کا جانور اُس کو زبانِ حال سے پکار پکار کر کہہ رہا ہوتا ہے کہ اے اللہ کے بندے! جب میرے جیسا جانور بھی عیبوں سے پاک ہو تو قبول ہوتا ہے تو تیرے جیسا اشرف المخلوقات عیبوں میں لتھڑا اللہ کی بارگاہ میں کیسے قبول ہوگا...؟ یعنی عید قربان کا چوتھا پیغام یہ ہے کہ مسلمان اپنی سیرت اور اپنے وجود کو گندے داغوں سے بچا کر رکھے، اُس کی سیرت پر شرک کا داغ ہو، نہ بدعت کے دھبے اور نہ ہی وہ گناہوں کی آلودگیوں میں لپٹا ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس جانور میں مندرجہ ذیل چار عیب ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی قربانی بالکل قبول نہیں کرتا۔

اَلْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا، وَالْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا، وَالْعَجْفَاءُ الَّتِي لَا تُنْقِي (1)

”لنگڑا، کہ جس کا لنگڑا پن واضح ہو اور کانا جس کا کانا پن واضح ہو اور ایسا بیمار

(1) صحیح ابن حبان:5919، سنن ابی داؤد:2802، سنن النسائی:4369

جس کی بیماری نمایاں ہو اور ایسا لاغر کہ جس کے جسم میں چربی اور ہڈی
میں گودا نہ ہو۔"

☆ اِسی طرح ایسا مسلمان اللہ کی بارگاہ میں کیسے قبول ہوگا۔
☆ جس پر شرک کا داغ ہو...؟
☆ جس پر بدعت کا داغ ہو...؟
☆ جس پر حرام کا داغ ہو...؟
☆ جس پر ظلم کا داغ ہو...؟
☆ جس پر فحاشی کا داغ ہو...؟

پیارے مسلمان بھائیو! اِن چیزوں کو سوچے بغیر لاکھوں روپے کے ہوتے ہوئے بیس تیس ہزار کا جانور ذبح کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا، اگر آپ واقعی طور پر قربانی کرنے میں سنجیدہ ہیں تو پھر اپنی توحید کا فکر کریں، ہر عمل سنت کے مطابق کریں، اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے اپنے دِل میں سب کچھ لٹانے کا جذبہ رکھیں اور بالخصوص اپنے دامن کو اور اپنی تنہائی کو بڑے گناہوں کے ناپاک عیبوں، دھبوں اور داغوں سے بچا کر رکھیں، ورنہ آپ عید الاضحیٰ کے موقع پر ایک رسمی جانور ذبح کرتے ہیں جس کا اللہ کے ہاں کوئی رتبہ یا مقام نہیں ہے۔

5 عید قربان اور نرمی کا پیغام

عید الاضحیٰ ہمیں رحم دِلی اور نرمی کا پیغام دیتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانور کو ذبح کرتے ہوئے متعدد احادیث میں رحم دلی اور نرمی کا حکم دیا ہے اور جب جانور

ذبح کرتے ہوئے ہمیں رحم دِلی اور نرمی کا حکم ہے تو پھر ہمیں اپنے رشتے داروں اور پیاروں کے ساتھ کس قدر زیادہ رحم دِلی اور نرمی سے رہنا ہوگا اِس کا آپ آسانی سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔

اگر رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور آپ کی احادیث کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ آپ نے جانوروں کے ساتھ ظلم کرنے سے بھی منع فرمایا ہے، بلکہ اُن کو معمولی تکلیف دینے پر بھی سخت وعید سنائی ہے، آپ ﷺ رات کو جب دورانِ سفر پڑاؤ ڈالتے تھے تو جانوروں کی رسیاں کھول دینے کا حکم دیا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی ایک صحیح حدیث ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الإِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ (1)

''بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ اچھا سلوک کرنا فرض قرار دیا ہے جب تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو تم میں سے ہر ایک اپنی چھری کو تیز رکھے اور اپنے جانور کو آرام پہنچائے۔

جب قربانی کے جانور کو بھی آرام پہنچانے کا حکم ہے تو پھر والدین، بہن بھائیوں اور پیاروں کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے....؟

جو شخص قربانی کا جانور ذبح کرتے ہوئے عید قربان کے اِس پانچویں پیغام

(1) الصحیح لمسلم:1955

کو ذہن میں رکھتا ہے اُس کی قربانی حقیقی معنوں میں خیر و برکت اور سعادتوں کا باعث بنتی ہے ورنہ ظالم اور بے رحم شخص لاکھوں کے جانور بھی ذبح کر لے تو اللہ کے ہاں اُس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

حضرت قُرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا:

إِنِّي لَأَذْبَحُ الشَّاةَ وَأَنَا أَرْحَمُهَا فَقَالَ: وَالشَّاةُ إِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ ①

جب میں بکری کو ذبح کرتا ہوں تو اُس پر رحم کرتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو بکری پر بھی رحم کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائیں گے۔

بلکہ امام طبرانی رحمہ اللہ نے ایک صحیح حدیث کو نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے بکری کی گردن پر ٹانگ رکھی ہوئی تھی اور اُس کے سامنے چھری کو تیز کر رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا چھری کو بکری پچھاڑنے سے پہلے تیز نہیں کیا جا سکتا تھا تو اِس کو مارنے سے پہلے کیوں مار رہا ہے...؟ اِس کو دوہری تکلیف کیوں دے رہا ہے....؟

اَفَلَا قَبْلَ هٰذَا؟ أَتُرِيْدُ أَنْ تُمِيْتَهَا مَوْتَتَيْنِ ②

پیارے مسلمان بھائیو! عیدِ قربان کا پیغام یہ رحم دلی اور نرمی کا پیغام ہے جو شخص قربانی کرتے ہوئے جانور کے ساتھ حسنِ سلوک کرے گا وہ اپنے پیاروں کے ساتھ بدسلوکی کیسے کر سکتا ہے...؟

① مسند احمد:15165، سلسلہ صحیحہ:26

② المعجم الاوسط:53/4، رجاله رجال الصحيح، وإسناده صحيح

ایک روایت میں آتا ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رُئِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَمْسَحُ وَجْهَ فَرَسِهِ بِرِدَائِهِ، فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ إِنِّي عُوْتِبْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْخَيْلِ (1)

رسول اللہ ﷺ اپنی چادر کے ساتھ گھوڑے کے چہرے کو صاف کر رہے تھے تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے کے متعلق مجھے رات کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اُس کی سہولت اور ضرورت کا خیال رکھا جائے۔"

اور مسلم شریف میں ایک روایت آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جانور ذبح کرنے کا ارادہ کیا آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا مجھے چھری پکڑاؤ اور ساتھ آپ نے حکم دیا "اِشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ" (2) اِس کو پتھر کے ساتھ رگڑ کر تیز کر دے تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔ اللہ اکبر

اِن تمام روایات سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ عید قربان کا ایک پیغام "نرمی" بھی ہے کہ ہر ایک کے ساتھ رحم دِلی اور حسن سلوک برتا جائے۔

عید قربان کا پیغام نہ سمجھنے والا

قربانی یہ کوئی سالانہ رسم نہیں ہے بلکہ یہ سالانہ یاد دہانی ہے، مسلمان کو یہ بات یاد کروائی جاتی ہے کہ تیری زندگی اور تیرے جانور صرف اللہ کے لیے ذبح اور نحر ہونے چاہئیں، تیرے سارے اعمال خاتم الانبیا حضرت محمد ﷺ کے طریقے کے

(1) سلسلہ صحیحہ:3187

(2) الصحیح لمسلم:1967

مطابق ہونے چاہئیں، تیرے اندر اسلام کے لیے اور اہل اسلام کے لیے صرف جانور ذبح کرنے کا جذبہ نہیں بلکہ جان تک قربان کرنے کا جذبہ ہونا چاہیے، تیری سیرت گناہوں کے داغوں سے پاک ہونی چاہیے اور تیرے اندر رحم دلی اور نرمی کا ایک دریا موجزن ہونا چاہیے۔

اے مسلمان بھائی! اگر آپ نے یہ پانچ کام کر لیے تو سمجھ لے کہ تو نے عید قربان کا پیغام سن لیا، سمجھ لیا اور پالیا اور تیرا شمار ابراہیمی خاندان کے سچے حب داروں میں شامل کر لیا گیا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے جانوروں کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون اور نہ ہی اُن کی کھالیں، اللہ پاک تو ہماری توحید، ہماری سیرت اور ہمارے پاک جذبات کو دیکھتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو عید قربان کا اصل پیغام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

هذا ما كان عندى

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقى الا بالله

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

جشنِ آزادی
یا
مقصدِ آزادی

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾ ①

''وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے۔''

﴿فَاَنْزَلْنَا عَلَي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ﴾ ②

''پس ہم نے (ان) ظالموں پر آسمان سے عذاب نازل کیا، کیونکہ یہ نافرمانیاں کئے جاتے تھے۔''

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے۔

درود وسلام......سیّدنا وسیّد الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتّقین، امام الحرمین والقبلتین سیّد الثقلین، امامنا فی الدنیا وامامنا فی الآخرۃ

① سورۃ الحج:41 ② سورۃ البقرہ:59

واما منا فی الجنۃ ،کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

رحمت و بخشش کی دعا...... آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

تمہیدی گزارشات

اگست کا مہینہ ہے اور 14 اگست کی آمد آمد ہے، آپ کو ہر طرف آزادی کے سٹیکرز، آزادی کے بینرز اور جشن آزادی کے نعرے سنائی دے رہے ہیں اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ ملکِ پاکستان اہل اسلام کے لیے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس ملک میں رہ کر اسلام پہ چلنا جس قدر آسان ہے پوری دنیا کے کسی ملک میں اس قدر آسان نہیں ہے۔ ہم ایسے لوگوں کے سو فیصد خلاف ہیں جو ہمہ وقت پاکستان میں خامیاں نکالتے رہتے ہیں اور اس وطنِ عزیز میں کیڑے نکالنے کے علاوہ اور اس پر کیچڑ اچھالنے کے علاوہ ان کو کوئی تیسرا کام نہیں آتا۔

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ مزید اصلاح کی گنجائش ہر جگہ موجود رہتی ہے۔ موجودہ حالات میں ہمیں جہاں شکر ادا کرنا چاہیے وہاں ہمیں مزید اپنی اصلاح کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ اس وقت ہمارے ملک کو جو داخلی اور خارجی خطرات لاحق ہیں شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس نعمت، نعمتِ پاکستان کا شکر ادا کرنے میں کہیں ہم سے یا ہمارے حکمرانوں سے کمی رہ گئی ہے، جس کی وجہ سے ہمیں طرح طرح کے خدشات اور خطرات لاحق ہیں...... اس نعمت کا صحیح ترین شکر یہی ہے کہ اس خطے میں جگہ جگہ اللہ کا قانون نافذ ہو...... ہر طرف اللہ کی شریعت کا بول بالا ہو اور ہم

اس ملک کو اللہ کی نعمت سمجھ کر اللہ ہی کا شکر ادا کریں اور تجدیدِ عزم کریں کہ کبھی بھی اور کسی صورت میں بھی ہم کفرانِ نعمت نہیں کریں گے۔

یاد رہے......! آزادی صرف ہمیں نہیں ملی، ہم سے پہلے بھی کئی قوموں کو اللہ تعالیٰ نے ظلم کے شکنجوں سے آزاد کیا تھا اور تاریخ شاہد ہے ان میں سے جن قوموں نے آزادی کی قدر کرتے ہوئے خود کو اللہ کی غلامی میں دے دیا، اللہ کی فرمانبرداری میں اپنے آپ کو کھپا دیا...... رب تعالیٰ نے ان کی طرف اپنے خزانوں کے سب منہ کھول دیئے اور جن قوموں نے آزادی کے بعد بے راہ روی اور آوارگی اختیار کی، اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل وخوار کرتے ہوئے قیامت تک کے لوگوں کے لیے عبرت کا نشان بنا دیا۔

آزادی کی بات ہو رہی ہو تو بنی اسرائیل کا میں ذکر کرنا نہایت ضروری سمجھتا ہوں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے فرعون جیسے ظالم اور جابر حکمران سے نجات دی تھی، جن کو سمندر نے راستے دیئے، جن کی مہمان نوازی کے لیے اللہ تعالیٰ آسمان سے من وسلویٰ کو نازل کرتے رہے اور جن کے لیے براہِ راست آسمان کو سائبان بنا دیا گیا، لیکن جب ان لوگوں نے آزادی اور فراخی کو پا کر اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی اور نافرمانی کی انتہا کر دی تو پھر کیا ہوا......؟ قرآن بیان کرتا ہے کہ ان پر طرح طرح کے عذاب نازل ہوئے، حتی کہ ان میں سے بعض کو بندر بنا دیا گیا...... رب کا قرآن کہتا ہے:

﴿فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ﴾ (1)

(1) سورة البقرہ:59

''پس ہم نے (ان) ظالموں پر آسمان سے عذاب نازل کیا، کیونکہ نافرمانیاں کئے جاتے تھے۔''

سامعین کرام......! بنی اسرائیل کے ظالموں نے کیا ظلم کیے تھے......؟ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر شدید عذاب نازل کیے......ان کی داستانِ ظلم بہت طویل ہے اختصار کے پیشِ نظر چند ایک کی نشاندہی کر دیتا ہوں تا کہ ہم اور ہمارے حکمران اور ہمارا وطن اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے محفوظ رہے۔ بنی اسرائیل کا ایک جرم یہ تھا کہ وہ محض اپنی نسبت پر بہت فخر کرتے تھے......خود کو انبیاء کی اولاد جان کر یہی سمجھتے تھے کہ ہمیں اعمال کی ضرورت نہیں، صرف نسبت کی وجہ سے ہی ہمیں دونوں جہانوں کی کامیابی مل جائے گی اور یہی بیماری آج ہمارے اندر بھی موجود ہے کہ ہمارے بعض مسلمان ہر گناہ کرتے ہیں اور بعد میں اپنی نسبت پر اتراتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم امام الانبیاء ﷺ کی امت ہیں ہمیں اس نسبت کے صدقے سب کچھ معاف کر دیا جائے گا، حالانکہ یہ بہت بڑی خوش فہمی ہے، رسول اللہ ﷺ نے تو واشگاف الفاظ میں اپنے خاندان کے ہر ہر فرد کو مخاطب کر کے کہا تھا اگر تمھارے پاس اعمال نہ ہوئے تو میری نسبت کسی کام نہیں آئے گی۔ اللہ اکبر!

بنی اسرائیل کا ایک جرم یہ بھی تھا کہ وہ حق کو چھپانے والے تھے، اللہ تعالیٰ کے صریح احکامات کو دنیاوی مفاد کے لیے چھپا لیتے تھے اور آج یہی دھندہ اس امت کے بعض نام نہاد ملا حضرات بھی کر رہے ہیں، اپنے مذہب، مسلک اور فقہ کو بچانے کے لیے من گھڑت روایات اور واقعات جلی حروف میں لکھتے ہیں، ڈنکے کی چوٹ بیان کرتے ہیں اور جو قرآن وحدیث کے صحیح ترین دلائل ہیں ان کے موقف کے خلاف ہوتے ہیں ان کو بڑی دیدہ دلیری سے چھپا لیتے ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا ہے جو علم کی بات کو چھپاتا ہے قیامت والے دن اس کے گلے میں جہنّم کی لگام ڈالی جائے گی۔

اسی طرح بنی اسرائیل کا ایک جرم یہ بھی تھا کہ وہ حق کو پہچان کر انکار کر دیتے تھے...... اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو طرح طرح کے حیلے بہانے تراش کر اور دور دراز کی تاویلات کر کے حلال کر لیا کرتے تھے اور یہ کام بھی ہمارے مسلمانوں میں بڑے عروج پر پہنچ چکا ہے...... واضح سودی کاروبار اور جوئے کے کام دین دار لوگوں نے مباح کر رکھے ہیں اور پھر ستم در ستم یہ کہ ایسے حرام خوروں کی پشت پناہی کرنے والے بھی بظاہر علم کا لبادہ اوڑھے ہوئے اپنے آپ کو علامہ فہامہ اور شیخ الاسلام کہتے ہیں۔

اور اسی طرح بنی اسرائیل کا سب سے بڑا گناہ اور جرم یہ تھا کہ انھوں نے آزادی ملنے کے باوجود، خود مختاری کے ہوتے ہوئے بھی اپنے معاشرے میں کتاب اللہ کو نافذ نہیں کیا تھا، تورات تالوں میں بند تھی، ایوانوں میں نظر نہیں آتی تھی اور یہی حالت آج ہم نے قرآن پاک کی بنا رکھی ہے...... خوبصورت غلاف چڑھا کر آسمانی کتاب کو اونچی جگہ پر رکھ دیا جاتا ہے اور بطورِ رسم تلاوت بھی کی جاتی ہے، لیکن کتاب اللہ کے مطابق فیصلے نہیں کیے جاتے۔ کتاب اللہ کی تمام حدود کلی طور پر دنیا کے کسی قانون میں نافذ نہیں۔

سامعین کرام......!

مندرجہ بالا بنی اسرائیل جیسی صورت حال آج ہماری بھی بنتی جارہی ہے...... ہمیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور آزادی جیسی نعمت کی قدر کرتے ہوئے ہمیں مکمل طور پر اللہ کے دین میں داخل ہونا چاہیے...... بنی اسرائیل میں یہ بہت بڑی

بیماری تھی کہ آزادی کے بعد بھی انھوں نے دین کو اپنی من پسند ڈش بنا رکھا تھا، جس کو چاہا مان لیا اور جس کو چاہا ٹھکرا دیا جب کہ قرآن کا اعلان ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾ (1)

''مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے۔''

یاد رکھو مسلمانو! آزادی کے بعد کرنے والا سب سے اہم کام یہ ہے کہ ذاتی طور پر اپنی قوم، قبیلے، گھر بار اور خاندان پر اللہ کا دین نافذ کیا جائے اور اجتماعی طور پر پورے ملک کی عدالتوں میں قرآن کی آیتوں کے مطابق فیصلے کیے جائیں، ورنہ یاد رکھو......! گلا کوئی بھی ہو، معدہ کسی کا بھی ہو، چھری کا کام کاٹنا ہے اور زہر کا کام تباہی مچانا ہے، اگر ہم اپنی ڈگر سے باز نہ آئے......جشن آزادی کی آڑ میں ہم نے اللہ کی بغاوت نہ چھوڑی اور ہمارے اندر مقصدِ آزادی، مشنِ آزادی اور فکرِ آزادی کے جذبات پیدا نہ ہوئے تو دور نہیں کہ ہمیں بھی اللہ کی پکڑ کا سامنا کرنا پڑے اور ہم کسی بڑی مصیبت میں مبتلا کر دیئے جائیں۔

آزادی ملے تو کیا کریں؟

ہمارے مسلمان حکمران بنیادی طور پر ایک بہت بڑے دھوکے کا شکار ہو چکے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ملک وملّت اور قوم کی ترقی کا راز مادی خوشحالی میں ہے اور ترقی یافتہ قوم وہی ہے جس کے پاس جدید وسائل کی ریل پیل ہو۔یہی وجہ ہے کہ

(1) سورۃ البقرہ:208

ہمارے ملک میں برسراقتدار آنے والے حکمران جزوی اور کلی طور پر ملک کی خوشحالی کے لیے اچھی سڑکیں، اچھے پارک، اچھے ہسپتال اور تعلیم کے لیے کالجز اور یونیورسٹیز کی اعلیٰ بلڈنگیں تعمیر کرواتے ہیں...... اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ بھی ایک حکومت کے ہی کرنے والے کام ہیں، لیکن ان سے پہلے کرنے والا کام یہ ہے کہ کتاب اللہ کو نافذ کیا جائے...... جگہ جگہ حکومتی سطح پر قرآن فہمی کی کلاسز قائم کی جائیں...... اپنا نظامِ تعلیم مکمل اسلامی بنایا جائے...... تمام حیاسوز معاملات کو زبردستی روکا جائے...... لوگوں میں اور اپنی رعایا میں دینی اور اسلامی شعور پیدا کرنے کے لیے خوب محنت کی جائے...... اور اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں آزادی کی نعمت کے بعد کرنے والے اہم ترین چار کاموں کی طرف کچھ یوں اشارہ فرمایا ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾ (1)

”وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے۔“

آزادی کی خوشی میں کرنے والے دس کام

اللہ کی قسم! آزادی کا مطلب آوارگی نہیں ہے، آزادی کا مطلب بے دینی اور فحاشی نہیں بلکہ آزادی کا مطلب ہے کہ ہم پورے اہتمام اور دِل کی خوشی کے ساتھ

(1) سورة الحج:41

اپنے آپ کو اللہ کی اطاعت میں دے دیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی علاقے اور کسی ریاست کو آزادی کی نعمت دے تو پھر اُن کے ذمہ داران کا فرض بنتا ہے کہ وہ جتنی جلدی ممکن ہو کم از کم مندرجہ ذیل دس کام ضرور کریں اگر وہ یہ دس کام نہیں کر پائے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ اُنہوں نے آزادی والی عظیم نعمت کی قدر نہیں کی۔

1 اشاعت توحید و سنت

اختیار ملنے کے بعد ہر حکمران اور عالم کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا پرچار کریں، لوگوں کو اکیلے اللہ کی عبادت کا درس دیں جیسا کہ حضرتِ آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہر نبی اور رسول نے اپنی اُمت کو سب سے پہلے توحید کی طرف ہی بلایا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت ملنے کے فوراً بعد اہل مکہ کو یہی کہا تھا کہ ''قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ''اس بات کا اعلان کر دو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اور اِسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو کسی علاقے میں بھیجتے تو سب سے پہلے یہی اِرشاد فرماتے کہ اُن لوگوں کو سب سے پہلے اللہ کی طرف بلانا اور اُس کی توحید کا پیغام پہنچانا اور لوگوں کو اللہ کی معرفت کروانا، باقی سارے کام اِس کے بعد ہوں گے۔

اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں آزادی دی ہے، پاکستان بنے 70 سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے ہمارے حکمرانوں اور ہماری عوام کو ہر چیز کی سمجھ ہے لیکن ''لا الہ الا اللہ'' کی سمجھ نہیں، اِس سلسلے میں نہ حکمرانوں کی خدمات ہیں اور نہ ہی عوام کی دلچسپی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی جناب سے بہت زیادہ برکات سے محروم ہیں، توحید کے حوالے سے سعودی عرب کے ذمہ دران کو جتنی مبارک باد دی جائے کم ہے

اُنہوں نے اپنے ہاں آج کے دِن تک توحید کے علم کو بلند رکھا، اِس وقت سعودی جامعات میں توحید کے حوالے سے جو خدمات جاری ہیں دُنیا کا کوئی ملک اُس کی مثال پیش نہیں کر سکتا اللہ تبارک وتعالیٰ اِس مبارک ملک کو مزید برکتیں دے اور ہمیں بھی اِن سے بڑھ کر اپنی توحید کی سمجھ اور اشاعت کے لیے قبول فرمائے۔

2 انسدادِ شرک و بدعت

اللہ تبارک وتعالیٰ آزادی دیں تو پھر کرنے والا دوسرا اہم ترین کام یہ ہوتا ہے کہ شرک کے تمام ذرائع بند کر دیئے جائیں اور اِسی طرح بدعت کی کوئی راہ بھی کھلی ہوئی نہ رہے، جن قوموں اور حکمرانوں نے آزادی کے بعد شرک و بدعت کو بند نہیں کیا گویا اُنہوں نے آزادی والی نعمت کی قدر ہی نہیں کی اور اُن کو کسی طرح نہ امن مِل سکتا ہے نہ ہی ہدایت نصیب ہوسکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اِرشاد فرماتے ہیں:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (1)

”وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُنہوں نے اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا اُنہیں کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَقَالُوا: أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لَيْسَ كَمَا تَظُنُّوْنَ، إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ

(1) سورة الأنعام: 92

لُقْمَانُ لِابْنِهِ: ﴿يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ [1]

''جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ پر بہت زیادہ گراں گزری اور اُنہوں نے کہا ہم میں سے کون ہے جو اپنے اوپر ظلم نہیں کرتا آپ ﷺ نے فرمایا اِس کا مطلب ایسے نہیں ہے جس طرح تم گمان کر رہے ہو بلکہ اِس کا مطلب اُسی طرح ہے جس طرح لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کہا تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کے ہاں شرک نہ کرنا بلاشبہ شرک البتہ عظیم ظلم ہے۔''

اِس وقت ہمیں اپنا پیارا وطن ''ملک پاکستان'' حاصل کیے (70) سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے لیکن ہم نے اِس ملک میں شرک و بدعت کے خاتمے کی بجائے اِن دونوں خطرناک گناہوں کو فروغ دینا شروع کر دیا ہے، آپ ہر شہر میں جگہ جگہ دربار، مزار اور ستاروں کی پوجا کرنے والے دیکھ رہے ہیں اور اِسی طرح چھلوں، دھاگوں اور کڑوں کو مشکلات کے حل کے لیے سرعام پہنا جاتا ہے یہی وہ شرک و بدعت کے چور دروازے ہیں جس کی وجہ سے ہم خیر و برکت سے محروم ہیں اور ہمیں دشمنوں نے ہر طرف سے گھیرا ہوا ہے۔

یاد رکھو! توحید انسان کے اندر جرأت پیدا کرتی ہے توحید کی وجہ سے دشمن کے دِلوں میں رعب پیدا ہوتا ہے، اللہ کی خاص مدد اُترتی ہیں اور جہاں اِختیار کے باوجود توحید کو قائم نہ کیا جائے بلکہ اُس کی جگہ شرک و بدعت کو عام کیا جائے تو پھر حالات وہی ہوتے ہیں جو آپ لوگ اپنے ملک میں دیکھ رہے ہیں۔

[1] صحيح البخاری:6938

3 اقامتِ صلاۃ

آزادی کے بعد تیسرا اہم ترین کام یہ ہے کہ ملکی سطح پر نماز کے نظام کو قائم کیا جائے، نماز کے وقت کاروبار بند کر دیا جائے اور اللہ کے سب بندے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوں، جو لوگ بلاوجہ نماز نہ پڑھیں اِن کا تعاقب کیا جائے اور نماز پڑھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے... اللہ کی قسم! جس ملک میں توحید وسنت کے بعد نماز کا نظام قائم ہو جائے دنیا کی کوئی قوت اُن کو شکست نہیں دے سکتی۔

چند سال قبل سعودی عرب میں ''اقامتِ صلاۃ'' کا نظام بہت مضبوط تھا اور اب بھی الحمدللہ کافی حد تک مضبوط ہے اور وہاں پر برکات کی سب سے بڑی وجہ توحید کی غیرت اور نماز کی پابندی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ یہ خزانے ہمیں بھی نصیب فرمائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ یہی اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾ (1)

''وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے۔''

4 بیت المال

آزادی کے بعد جب ملک میں اسلامی ماحول ہو تو پھر سب سے اہم کام یہ

(1) سورۃ الحج:41

ہوتا کہ مسلمانوں کا ایک اجتماعی ''بیت المال'' ہو جس میں تمام اہل اسلام اپنی زکوۃ کو جمع کروائیں اور پھر اُس سے علاقہ بھر کے تمام مساکین کی ضرورتوں کو باعزت طریقے سے پورا کیا جائے، خلفائے کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں بیت المال کا نظام بہت زیادہ مضبوط تھا بلکہ حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو اعلان کر دیا تھا کہ جس شخص نے نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کیا یا جس نے زکوۃ کی ایک رسی بھی روک لی تو میں اُس کے خلاف اعلان جہاد کروں گا۔

ہمارے ملک میں آزادی کے باوجود معاشی طور پر سب سے بڑی خرابی یہی ہے کہ ہمارے ہاں زکوۃ کا نظام نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی اکثریت زکوۃ کی ادائیگی میں ویسے ہی غافل ہے اور اجتماعی طور پر زکوۃ کی وصولی کا نظام نہ ہونے کی وجہ سے ملک میں ٹیکس، سود، رشوت اور حرام کے سلسلے دِن بہ دِن بڑھتے جا رہے ہیں اِن سب چیزوں کو کنٹرول کرنے کے لیے ہمیں اپنے بیت المال کو مضبوط کرنا ہے بصورتِ دیگر ہمیں کسی صورت بھی معاشی استحکام نصیب نہیں ہوسکتا۔

5 شعبہ امر بالمعروف

مسلمانوں کو جب اللہ تعالیٰ آزادی دے تو اُن کے کرنے کا اہم ترین کام یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ باقاعدہ ''شعبہ امر بالمعروف'' قائم کریں، یعنی حکومتی سطح پر لوگوں کو نیکی کی ترغیب دینے کا ایک شعبہ قائم کیا جائے جو نماز، زکوۃ اور دیگر اعمالِ صالحہ کی ترغیب دے اور کچھ سختی کے ساتھ عمل کروانے کی کوشش بھی کرے، اِس کی ایک زندہ مثال سعودی عرب میں کچھ نہ کچھ اب بھی موجود ہے ورنہ پچھلے سالوں میں تو شعبہ امر بالمعروف سعودی عرب میں تو نہایت مضبوط تھا اور اِس کے بہت زیادہ مثبت اثرات

بھی تھے اور قرآن پاک میں تو جگہ جگہ امر بالمعروف کا حکم دیا گیا ہے اور یہ حکومت کی بنیادی ذمہ داری بھی ہے۔

6 شعبہ نہی عن المنکر

نیکی کے حکم کے ساتھ ساتھ بُرائی کا قلع قمع بھی از حد ضروری ہے، آزادی کے بعد مسلمان حکمرانوں کو اپنی طاقت کے ذریعے اپنے ملک میں اللہ تعالیٰ کی علانیہ بغاوت کا خاتمہ کرنا چاہیے جہاں سے بُرائی مٹ جائے وہاں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے اور یہ آزادی کے بعد اسلامی حکومت کا سب سے اہم ترین فریضہ ہے، ایسا بااختیار حکمران جو طاقت کے باوجود ناچ گانے، شراب اور خرافات کا خاتمہ نہ کرے تو بلاشبہ برابر کا گناہگار ہے اور ایسے لوگ کسی صورت بھی اللہ کی پکڑ میں آسکتے ہیں اور اِس وقت اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی ایک سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ ہم آزادی کا مطلب عیاشی سمجھتے ہیں جبکہ یہ سراسر ذلت کا رستہ ہے جبکہ آزادی حضرت محمد ﷺ کی غلامی کا نام ہے۔

7 اپنی غمی خوشی اسلامی بنائیے

آزادی کے بعد جن قوموں نے اللہ کی غلامی نہیں کی تھی ربّ تعالیٰ نے بالآخر اُن کو اپنے عذابوں سے دوچار کر دیا تھا اور یہی حالت ہماری بن چکی ہے ہماری خوشی اسلام کے مطابق ہے اور نہ ہی غمی اسلام کے مطابق ہے ہندوؤں والے سب رسم و رواج ہمارے اندر پوری طرح موجود ہیں۔

اللہ کے بندو! اگر ہمیں غمی اور خوشی میں ہندوؤں کے طریقے پر ہی چلنا تھا تو پھر اِس قدر قربانیاں دینے کا فائدہ...؟

آپ آزاد ہیں تو آپ اپنی ہر خوشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کے مطابق منائیں، بے دین، آوارہ اور غیر مسلموں کی طرح کسی کے نام پر فحاشی اور فضول خرچی نہ کریں اور اِسی طرح غمی کے آداب کو بھی ملحوظِ خاطر رکھیں جس شخص نے اپنی غمی خوشی اسلام کے مطابق نہیں بنائی اُس کو آزادی کا فائدہ ہوا نہ ہی اسلام کی نعمت کا۔

8 اپنا کاروبار اسلامی

سال بعد جھنڈے لگا لینے سے آزادی کے تقاضے پورے نہیں ہوتے یا سال بعد شور شرابہ کرنے کا نام آزادی نہیں ہے بلکہ آزادی کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے معاشی معاملات میں آزاد ہوں اور مالی معاملات میں ہمیں ہر طرف اسلام نظر آئے۔

آزادی کے بعد اپنے ملک کا ہر قسم کا سود، جوے، رشوت اور حرام کے ہر دھندے پر سخت پابندی عائد ہونی چاہیے، جس معاشرے میں ترقی کے لیے سود کو پوری طرح مسلط کر دیا جائے وہ معاشرہ کسی طرح بھی آزاد اسلامی معاشرہ نہیں ہوسکتا اور اِس وقت ظلم کی انتہا یہ ہے کہ ہمارے ہاں ایک بنک کا نام ''مسلم کمرشل بنک'' ہے آپ غور فرمائیں کہ سود کا اڈا مسلم کیسے ہوسکتا ہے...؟

یہودیوں نے ہمیں بُری طرح سودی معاملات میں اُلجھا کر رکھ دیا ہے اور ہر طرح سے ہم پر سودی نظام کو مسلط کر دیا ہے اور اِس وقت جتنی آزاد حکومتیں ہیں اُن کو اِس نظام کا بائیکاٹ کر کے اسلام نے جو نظامِ معیشت دیا ہے اُس کو رائج کرنا چاہیے۔

یاد رکھو! رِزق حلال میں اللہ کی رحمت اور برکت ہوتی ہیں اور حرام میں اللہ کی پکڑ، لعنت اور نحوست ہوتی ہے اور اِس وقت ہمارا ملک اِسی عذاب میں مبتلا ہے۔

9 گھر بار کا ماحول اسلامی

مسلمان جہاں کہیں بھی ہو، اُس کے ہر طرف کفر ہی کفر کیوں نہ ہو تو تب بھی کم از کم اسے اپنا گھریلو ماحول اسلامی بنانا چاہیے، لیکن افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہم نے آزادی پا کر بھی اپنے گھروں کے ماحول کو اسلامی نہیں بنایا ہم اپنے بچوں سمیت اپنے گھروں میں ہر قسم کی آوارگی دیکھتے ہیں، گھروں میں اسلام کی روح تک نظر نہیں آتی، ہمارے گھروں کا رہن سہن ایک عام انسان کی طرح ہے نہ کہ ایک مسلمان کی طرح۔

سچا مسلمان اپنے گھر میں نماز، تلاوت، دُعا اور ذِکر اَذکار کو عام کرتا ہے وہ اپنی جوان بیٹیوں یا جوان بہنوں کے ساتھ بیٹھ کر عشقیہ ڈرامے اور فلمیں نہیں دیکھتا اُس کے گھر میں اسلامی پردے کا اہتمام ہوتا ہے کیا یہ ساری چیزیں ہمارے گھروں میں موجود ہیں...؟

10 اپنی ذات اسلامی

آزاد مسلمان اپنے لباس میں آزاد ہوتا ہے اپنے وجود کو اسلامی بنانے میں آزاد ہوتا ہے، اُس کی شکل وصورت اور اُس کا لباس بول بول کر کہتا ہے کہ یہ کوئی مدینے والے کا غلام جا رہا ہے، لیکن افسوس! آزادی کے باوجود ہماری مسلمان عورت نیم برہنہ بازاروں میں سرِعام جانوروں کی طرح گھومتی رہتی ہے اور ہمارے نوجوان اپنے لباس اور اپنے وجود کے خدوخال میں بالکل غیر مسلمانوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

ہمارے مسلمان تو لباس اور ظاہری وضع قطع کو بالکل بھی اہمیت نہیں دیتے

حالانکہ انسان کے ظاہر سے اُس کے اسلامی تشخص کا پتہ چلتا ہے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شلوار تک کو ٹخنوں سے نیچے رکھنے والوں کا مؤاخذہ کیا کرتے تھے، لیکن ہمارے ہاں سر کے بالوں کا سٹائل، کلائیوں پر دھاگوں کے سٹائل اور اللہ معاف کریں اب تو داڑھی کے سٹائل شروع ہو چکے ہیں، کیا یہی مسلمانی ہے...؟ کیا یہی آزادی کی قدر ہے...؟

آیئے! آزادی کی نعمت کی قدر کریں اور اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کو غالب کریں، خود بھی بدلیں اور دوسروں کو بھی بدلنے کی کوشش کریں اور اللہ کی پسندیدہ دین کو اپنا شعار بنائیں یہی آزادی کے سب سے اہم تقاضے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾ (1)

"وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے۔"

هذا ما كان عندی

واللّٰه تعالی اعلم بالصواب

ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللّٰه

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰه رب العالمین

(1) سورة الحج:41

خوش گوار زندگی کا راز

اپنے دائرے میں رہو!

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۝ وَلِلنِّسَاءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِـیْمًا ۝﴾ (1)

''اور جس چیز میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی خواہش مت کرو، مردوں کو اُن کاموں کا حصہ ہے جو انہوں نے کئے اور عورتوں کو اُن کاموں کا حصہ ہے جو انہوں نے کئے اور اللہ سے اس کا فضل (وکرم) مانگتے رہو کچھ شک نہیں کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔''

﴿فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۝ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝﴾ (2)

''سو (اے پیغمبر!) جیسا آپ کو حکم ہوتا ہے (اس پر) آپ اور جن لوگوں نے توبہ کی ہے وہ سیدھے رہیں اور حد سے تجاوز نہ کریں، وہ تمہارے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے۔''

(1) سورۃ النساء:32
(2) سورہ ھود:112

تمہیدی گزارشات

میں نے ایک حکمت کی کتاب میں پڑھا تھا کیا کمال کا جملہ تھا ''وقت سے پہلے نہیں ملتا اور نصیب سے زیادہ نہیں ملتا'' یعنی انسان کو جلد باز اور کمینہ نہیں بننا چاہیے، ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے اُس مقررہ وقت پر ہی وہ چیز ملے گی اور اُس کی مقدار بھی مقرر ہے، وہ اُتنی مقدار ہی میں ملے گی جتنی نصیب میں تھی، جلد بازی اور کمینگی سے انسان اپنے دونوں جہان برباد کر لیتا ہے۔

سنن ابی داؤد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صحیح حدیث ہے کہ سادگی بھی ایمان کا حصہ ہے، یعنی اگر کسی کے پاس سادہ مکان ہے، یا سادہ دوکان ہے یا اُس کا لباس یا رہن سہن کسی بھی وجہ سے سادہ ہے اور وہ سادگی پسند ہے تو یہ ایمان کی علامت ہے یہ کوئی عیب نہیں ہے، اِسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ہے وہ شخص کامیاب ہو گیا جس کو ضرورت کے مطابق ملا اور وہ اُس پر خوش ہو گیا اور اِسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ ہمیشہ اپنے سے زیادہ کمزور، بیمار، تنگ دست، غریب اور پریشان کی طرف دیکھا کرو اِس سے تم بہت زیادہ سکون بھی پاؤ گے اور تکبر سے بھی بچ جاؤ گے۔

ذی وقار سامعین حضرات! یہ چند احادیث سنانے کا اصل مقصد یہ ہے کہ مسلمان جس حالت میں بھی ہو اُس کو اپنے دائرے میں رہنا چاہیے، اپنی حد میں رہنا چاہیے اور اپنی اوقات میں رہنا چاہیے، جب تک انسان اپنی حیثیت، اپنے رتبے اور اپنے طبقے کے مطابق اپنے دائرے میں رہتا ہے وہ بادشاہوں کی طرح رہتا ہے، اُس

کے لیے ہر طرف سکون ہی سکون ہوتا ہے اور اُس کی زندگی خوشیوں سے مالا مال ہوتی ہے اور جب انسان اپنی اوقات، اپنی حد اور اپنے دائرے سے باہر نکلتا ہے تو پھر وہ پریشان ہوتا بھی ہے اور پریشان کرتا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کائنات کا نظام اِس طرح بنایا اور چلایا ہے کہ یہاں پر ادنیٰ اور اعلیٰ دونوں درجے کے لوگ رہتے ہیں جب اعلیٰ درجے کے لوگ اپنی ذمہ داری ادا کریں تو پھر ادنیٰ درجے کے لوگوں کو اپنے دائرے میں رہنا چاہیے اور کبھی بھی اپنی حد کراس نہیں کرنی چاہیے مثال کے طور پر باپ بیٹا، ماں بیٹی، بہن بھائی، میاں بیوی، مالک و ملازم اور اُستاد شاگرد کا جو آپس میں تعلق ہے اِس میں اگر بیٹا، بیٹا بن کر رہے گا تو وہ خوش رہے گا اور جب بیٹا اپنے دائرے سے باہر نکلے گا، سرکشی یا نافرمانی کرے گا یا وہ باپ بننے کی کوشش کرے گا تو خود بھی پریشان ہوگا اور دوسروں کو بھی پریشان کرے گا اِس لیے بیٹی کو بیٹی بن کر رہنا چاہیے اور بہن کو بہن بن کر رہنا چاہیے اور بیوی کو اپنے دائرے میں رہنا چاہیے اور اِسی طرح ملازم کو ملازم اور شاگرد کو شاگرد بن کر رہنا چاہیے اِسی میں عزت، عظمت اور بادشاہت ہے اور اِس وقت خرابی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے دائرے میں نہیں رہتے ہیں۔

آپ نے سنا ہوگا اور اگر نہیں سنا تو آج توجہ سے سن لیں اگر سمندر کا پانی اپنے دائرے سے باہر نکل آئے تو وہ طوفان بن جاتا ہے اور اِسی طرح اگر کوئی شخص اپنے دائرے سے باہر نکل جائے تو وہ شیطان بن جاتا ہے اور اِسی طرح کسی سمجھدار آدمی نے کہا تھا کہ رہنے کی ایک بہترین جگہ بندے کی اپنی اوقات بھی ہے کہ وہ اپنے دائرے میں اور اپنی اوقات میں رہے اور اِسی بات کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید

کے کئی ایک مقامات پر کیا ہے اُن میں سے دو مقامات پوری توجہ کے ساتھ سماعت فرما لیں، الہ العالمین اِرشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ○ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○﴾ (1)

''اور جس چیز میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی خواہش مت کرو، مردوں کو اُن کاموں کا حصہ ہے جو انہوں نے کئے اور عورتوں کو اُن کاموں کا حصہ ہے جو انہوں نے کئے اور اللہ سے اس کا فضل (وکرم) مانگتے رہو کچھ شک نہیں کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔''

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اِس حقیقت کو کھول دیا ہے کہ ہر شخص کو اپنے اپنے دائرے میں رہنا چاہیے کوئی مرد عورت بننے کی کوشش نہ کرے اور کوئی عورت مرد بننے کی کوشش نہ کرے اور اِسی طرح کوئی بیٹا باپ بننے کی کوشش نہ کرے اور کوئی بیوی خاوند بننے کی کوشش نہ کرے، ہر کوئی اپنے اپنے دائرے میں رہ کر اللہ تعالیٰ سے اُس کے فضل کا سوال کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کا حق نہیں رکھتے اور اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ کچھ یوں اِرشاد فرمایا ہے:

﴿فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○﴾ (2)

(1) سورة النساء:32 (2) سوره هود:112

''سو (اے پیغمبر!) جیسا آپ کو حکم ہوتا ہے (اس پر) آپ اور جن لوگوں نے توبہ کی ہے وہ سیدھے رہیں اور حد سے تجاوز نہ کریں، وہ تمہارے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے۔''

جیسے اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے اور جہاں آپ کو رکھا ہے وہیں پر رہو اور اپنے دائرے سے باہر نہ نکلو کیونکہ آپ سب اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں ہیں اور اللہ تعالیٰ سب معاملات کو خود دیکھ رہا ہے۔

سامعین کرام! آج کے خطبے کو پلّے باندھ لیں آج کے خطبے میں مَیں نے آپ کو بہت بڑے راز کی بات بتلانی ہے بلکہ جس کو آج یہ اصول سمجھ آ گیا تو سمجھ لیں کہ اُس کو خوشیوں کا خزانہ مل گیا اور وہ راز یہی ہے کہ اپنے دائرے میں رہو، خوش رہو گے ورنہ بہت زیادہ نقصان اُٹھاؤ گے میں آپ کو اِس کی ایک مثال یوں بھی دینا چاہتا ہوں کہ آپ موٹروے پر سفر کرتے ہیں تو موٹروے آپ کے لیے بہت آرام دہ سہولت ہے اور یہ آپ کے لیے اُس وقت تک آرام دہ سہولت ہے جب تک آپ اپنی اوقات، اپنی حد اور اپنے دائرے میں رہیں گے اور آپ کا دائرہ یہ ہے کہ آپ اپنے پاس لائسنس اور گاڑی کی کاپی رکھیں اور رفتار بھی ایک سو بیس کے قریب رکھیں جب آپ اپنے دائرے میں رہیں گے تو آپ موٹروے پر بادشاہوں جیسا آرام دہ سفر کریں گے اور جب آپ اپنے دائرے سے باہر نکلیں گے، آپ کے پاس کاغذات نہیں ہوں گے یا آپ رفتار کو اُس کی مقرر کردہ حد سے بڑھائیں گے تو پھر آپ کا نقصان ہوگا یا آپ کی گاڑی کی کہیں ٹکر ہو جائے گی یا پھر آپ کا چالان کر دیا جائے گا اور یہ دونوں صورتیں پریشانی والی ہیں۔

اِسی طرح آپ جہاں ہیں اور جس حیثیت میں ہیں اپنے دائرے میں رہیں اور یہی کامیابی کا سب سے بڑا راز ہے۔

آپ اللہ کے بندے ہیں

ہم سب، سب سے پہلے اللہ کے بندے ہیں تو ہمیں اپنے دائرے میں رہنا چاہیے اور ہمارا کام بندگی ہے اگر ہم بندگی کریں گے تو بندے ہیں ورنہ ہمارے دونوں جہان برباد ہیں۔

جو شخصیات اپنے دائرے میں رہی ہیں اور اُنہوں نے اللہ کی خوب بندگی کی ہے تو ربّ نے اُن کو بڑی بڑی شان اور بڑے بڑے مقام عطا فرمائے ہیں، بس بندے کا کام ہے کہ وہ ہر وقت بندگی کے لیے اور اللہ کے حکم کے سامنے جھکنے کے لیے تیار کھڑا ہو جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

﴿إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [1]

''جب بھی اُن کو اُن کے ربّ نے کہا فرمانبردار بن جاؤ تو اُنہوں نے کہا میں جہانوں کے پروردگار کا فرمانبردار بن گیا۔''

یعنی حضرت ابراہیم ساری زندگی بندے بن کر رہے اور سچے بندے بن کر رہے اور ہمیشہ اپنے دائرے میں رہے اور اللہ کے حکم کے منتظر رہے تو پھر اللہ نے بھی اِس قدر اُونچا مقام دیا کہ اُن کا نام درود میں بھی رکھ دیا اور قرآن کے سپاروں میں بھی رکھ دیا۔

---

[1] سورة البقرة: 131

جو شخص بندہ بن کر رہے وہ پھر ابراہیم علیہ السلام بنتا ہے، آپ بھی ابراہیمی بننے کی کوشش کریں اگر آپ اپنے دائرے سے باہر نکلیں گے، بندگی سے منہ چرالیں گے تو پھر آپ اپنا ہی نقصان کریں گے، نمرود اور فرعون اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے تھے، بس آپ بندے ہیں تو آپ بندے بن کر رہیں اور بندگی اطاعت کا دوسرا نام ہے۔

ذی وقار سامعین! مجھے بتائیں۔۔۔؟ جو لوگ بھی بندگی کے دائرے سے باہر نکلے ہیں اور وہ بے نماز، سود خور بنے ہیں اُنہوں نے سوائے دُنیا و آخرت کی ذِلت کے کیا کمایا ہے۔۔۔؟

سچے اُمتی بن کر رہیں

پھر اللہ تعالیٰ نے ہم کو خاتم الانبیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی بنایا ہے اگر ہم اپنے دائرے میں رہے اور اُمتی بن کر رہے تو اِسی میں ہمارے لیے شرف، مقام، عزت اور بلندی ہے اور اگر ہم اِس دائرے سے باہر نکلیں گے تو پھر ہمارے لیے ذِلت ہی ذِلت ہے اور بربادی ہی بربادی ہے، اُمتی کا کام یہ ہے کہ وہ ہر وقت اپنے نبی کی پیروی اور اتباع میں بسر کرے ایک لمحہ بھی اپنے پیارے نبی سے بغاوت نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ﴾ (1)

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال باطل نہ کرو۔“

(1) سورہ محمد: 33

اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے دائرے میں رہیں گے تو ہمارے اعمال قبول ہوں گے اور ہم رتبہ پائیں گے اور آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جائیں گے جیسا کہ فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○﴾ (1)

''کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے پیار کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بہت زیادہ معاف کرنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا۔''

اگر اُمتی اُمتی بن کر رہے اور سچا اُمتی بن کر رہے تو وہ صدیق بن جاتا ہے اور اگر وہ اپنے دائرے سے باہر نکل کر اپنے نبی کی بغاوت کرے تو پھر وہ ابوجہل بن جاتا ہے یا مرزا غلام احمد قادیانی بن جاتا ہے صدیاں گزر گئیں ہیں اِن دونوں پر اللہ کی لعنتیں برس رہی ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دائرے میں نہیں رہا، اُس نے حد کر اس کی اور اپنی اوقات کو بھول گیا اور اللہ کی قسم! اِس وقت برصغیر پاک و ہند میں سب سے زیادہ لعنتیں پانے والا یہی بد نصیب شخص ہے.... خدارا! اپنے دائرے میں رہو آپ ﷺ کا سچا اُمتی ہونا یہ بہت بڑے اعزاز اور شرف کی بات ہے۔

حکمران نہ بنیں، ماتحت ہی رہیں

خرابی، فساد اور ہر قسم کا نقصان اُس وقت شروع ہو جاتا ہے جب اِنسان

(1) سورہ آل عمران:31

اپنے دائرے سے باہر نکلنا شروع ہو جائے اور اِس وقت پوری دُنیا میں ایک بہت بڑی خرابی ایک بہت بڑا افساد وہ وقت کی حکومت سے ٹکر لینا ہے۔

ہمارے بڑے بڑے پڑھے لکھے سمجھدار مسلمان لیڈر بھی سرِ عام حکمرانوں کو للکارنا شروع کر دیتے ہیں عام مجلسوں اور جلسوں میں اُن کے خلاف بغاوت پر اُکساتے ہیں اور ہمہ وقت اِس قدر توہین آمیز انداز اور لب ولہجہ اِختیار کرتے ہیں کہ اُس ہتک آمیز طریقے سے کسی عام سطح کے مسلمان کی بھی اِصلاح نہیں ہو سکتی چہ جائے کہ اُس انداز سے حکمران بدل جائیں۔

وقت کے بادشاہ کی ایک ہیبت، طاقت اور عزت ہے اُس کو سامنے رکھ کر پورے وقار کے ساتھ اُس تک اپنا پیغام پہنچانے کی کوشش کریں اور اپنی اوقات اور حیثیت کو ذہن میں رکھیں جب آپ دونوں طرف سے توازن برابر رکھ کر اپنا احتجاج ریکارڈ کروائیں گے تو خیر کی اُمید کی جا سکے گی اور یہی شریعت کا حکم بھی ہے کہ خیر خواہی کا انداز اِختیار کیا جائے۔

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے، فساد کا نام نہیں۔ اور خیر خواہی کا جذبہ ہر ایک کے ساتھ ہونا چاہیے حتی کہ عام مسلمانوں کے ساتھ بھی خیر خواہی کی جائے اور ساتھ فرمایا:

وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ (1)

''اور مسلمانوں کے لیڈروں کے ساتھ''

(1) الصحیح لمسلم:55

آپ بارہ تیرہ صدیوں کی تاریخ پڑھ لیں جہاں جہاں بھی جو لوگ حکمرانوں کے خلاف اپنے دائرے سے نکلے ہیں وہاں وہاں شدید مالی اور جانی نقصان ہی ہوا ہے، اِس لیے آپ ماتحت رہو اپنے دائرے میں رہو اپنے حکمران کو اپنا پیغام پہنچا دو، آپ کی بدزبانی اور آپ کی بغاوت نقصان تو کر سکتی ہیں مگر کسی قسم کا فائدہ نہیں کر سکتی۔

تابعدار بیٹا بن کر رہیں

اگر بیٹا، بیٹا بن کر رہے اور اپنے دائرے میں رہے تو شہزادہ ہے اُس کے لیے جہاں والدین کی دُعائیں ہیں وہاں اُس کے لیے والدین کا کمایا ہوا سب کچھ ہے، بیٹا بیٹا رہے تو اِسی میں اُس کی عزت ہے اور بیٹا وہ جو اپنے والدین کا تابعدار ہو اور اُن کی خوشنودی کے لیے وہ کچھ بھی کر جائے جو بظاہر اُس کو بہت ناگوار اور مشکل گزرتا ہے تو جب بیٹا ایسا بیٹا بنتا ہے تو پھر وہ اسماعیل بن جاتا ہے آپ کو یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو یہاں تک کہہ دیا۔

﴿يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ [1]

”اے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں تو غور کر لے تیرا کیا خیال ہے تو اُس نے کہا: اے میرے باپ! جو آپ کو حکم ملا ہے وہ کر گزریں آپ عنقریب مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔“

[1] سورة الصافات: 102

اللہ کی قسم! اسے کہتے ہیں بیٹا...اور بیٹا وہی ہے جو نظریں جھکا کر رکھے جس کے لب و لہجے میں اور آنکھوں میں حیا ہو اور جو بیٹا بدزبان ہو یا نافرمان ہو وہ خود بھی ذلیل ہوتا ہے اور والدین کو بھی پریشان کرتا ہے...ہمیشہ اپنے دائرے میں رہو، بیٹے ہو تو بیٹے رہو باپ بننے کی کوشش نہ کرو جو بیٹا وقت سے پہلے باپ بننے کی کوشش کرتا ہے وہ ذلیل وخوار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی خوب فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۝ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِـيْمًا ۝﴾ (1)

''اور جس چیز میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی خواہش مت کرو، مردوں کو اُن کاموں کا حصہ ہے جو انہوں نے کئے اور عورتوں کو اُن کاموں کا حصہ ہے جو انہوں نے کئے اور اللہ سے اس کا فضل (وکرم) مانگتے رہو کچھ شک نہیں کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔''

شرم وحیا والی بیٹی بن کر رہیں

بیٹی، بیٹی بن کر رہے تو وہ اپنے والدین کی شہزادی ہے اور اِسی میں اُس کی عزت، شان اور وقار ہے اور یاد رکھنا بیٹی کا دوسرا نام شرم وحیا ہے اگر بیٹی شرم وحیا والی ہے تو وہ بیٹی ہے اگر بیٹی والدین کی غیر موجودگی میں حیا سوز معالات کرتی ہے اور غیر

(1) سورۃ النساء:32

اخلاقی حرکتیں کرتی ہے تو وہ اپنے دائرے سے باہر نکل چکی ہے اور وہ جہاں اپنے لیے ذِلت کا سامان کرے گی وہاں وہ والدین کے لیے بھی رسوائی کا سبب بنے گی۔

اگر کسی بیٹی کو ضرورت کے پیشِ نظر گھر سے باہر نکلنا پڑے تو اُس کو اپنی شرم و حیا اور اپنے دائرے کا پورا خیال رکھنا چاہیے، آپ قرآن پڑھ کر دیکھ لیں جب بیٹی کی چال میں حیا ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اُس کی چال کو بھی قرآن کی آیتوں میں بیان کر دیتے ہیں۔

﴿فَجَاءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَي اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَاءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (1)

''پس اُن دونوں میں سے ایک شرم و حیا کی چال چلتی ہوئی آئی اور اُس نے کہا میرا باپ تجھے بلا رہا ہے تاکہ تجھے بدلہ دے اُس کا اجر کا جو تو نے ہمارے (ریوڑ کو) پانی پلایا ہے پس جب وہ اُن کے پاس آیا اور آ کر قصہ بیان کیا تو اُنہوں نے کہا ڈر نہ کر تو نے ظالم لوگوں سے نجات پالی ہے۔''

دیکھ لیں... جب بیٹی اپنے دائرے میں رہتی ہیں تو رب اُس کی چال کو بھی قرآن بنا دیتا ہے اور جب یہی بیٹی ناجائز معاملات اور غیر اخلاقی حرکات میں ملوث ہو جائے تو دونوں جہانوں میں شرمندگی کا باعث بن جاتی ہے۔

(1) سورۃ القصص: 25

پیاری بیٹیو! اپنے دائرے میں رہو، کالج میں جاؤ، یونی ورسٹیز میں پڑھو اور اگر بہت زیادہ مجبوری ہو تو موبائل استعمال کرو، لیکن اپنے دائرے میں رہو، دیکھنا! کہیں تیری وجہ سے تیرے والدین ذلیل خوار نہ ہو جائیں...!

بیٹی وہی بیٹی ہے جو اپنے دائرے میں رہے اور جب اپنے دائرے میں رہے تو پھر وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری بچیوں کو یہ حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بہن سے ماں کی ممتا کی خوشبو آئے

بہن اگر بہن بن کر رہے تو اِس سے زیادہ مقدس رشتہ کوئی نہیں ہو سکتا اور بہن وہی ہوتی ہیں جس کو بھائی کی عزت کا خیال ہو اور وہ ہمہ وقت اپنے بھائی کی خیر مانگے، جس بہن سے ماں کی ممتا کی خوشبو آئے وہ بہن ہے اور ایسی بہن جو ہمہ وقت بھائی کے خلاف بدگمانی اور سازشوں کا شکار رہے وہ اپنے دائرے سے نکل چکی ہے وہ کسی صورت بھی عزت سکون اور خوشی کو نہیں پا سکتی۔

اپنے بھائی کے سکون کے لیے بھابھی کے ساتھ بنا کر رکھے یہ ہر بہن کی پہلی ذمہ داری ہے لیکن ہمارے بعض گھروں میں عجیب خانہ جنگی شروع ہو جاتی ہے اور بہنیں بھابھی کو نوکرانی بنا کر رکھنا چاہتی ہیں جبکہ یہ سوائے فساد کے کچھ بھی نہیں۔

خیر خواہی اور محبت کا دوسرا نام بہن ہے آپ قرآن شریف پڑھ کر دیکھ لیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ماں نے صندوق میں ڈال کر دریا کی لہروں کے سپرد کر دیا تھا تو اُس وقت اپنے بھائی کی نگرانی کرنے والی اور ماں تک ساری صورتحال پیش

کرنے والی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن ہی تھی۔

﴿وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ (1)

''اور اُس نے اُس کی بہن سے کہا اِس کے پیچھے پیچھے جا۔ پس وہ اُسے ایک طرف سے دیکھتی رہی اور وہ شعور نہیں رکھتے تھے۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ بھائی پر اگر آزمائش آجائے تو بہن کو اپنے بھائی پر شفقت اور محبت کی گہری نظر رکھنی چاہیے اور پل پل اُس کے جان مال کی نگرانی کرنی چاہیے جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے ایسا مثالی کردار ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے کردار کو بھی قرآن بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے پر نازل کر دیا۔

بیوی، بیوی بن کر رہے خاوند نہیں

اِسی طرح بیوی بیوی بن کر رہے تو اُس کی زندگی خوش گوار رہ سکتی ہے وگرنہ جو عورتیں دائرے سے باہر نکلتی ہیں وہ ساری زندگی روتی رہتی ہیں اور حاصل اُن کو کچھ بھی نہیں ہوتا بلکہ ناشکری اور خاوند کے گلے شکوے کر کے اپنی آخرت بھی برباد کر بیٹھتی ہیں۔

بیوی کے دائرے کے حوالے سے دو باتیں اہم ترین ہیں۔

1 بیوی لباس ہے

بیوی کو خاوند کا لباس بن کر رہنا چاہیے اور لباس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اِنسان کے سینے یا پیٹ پر جو بھی بدنما داغ ہوتے ہیں لباس اُن سب داغوں کو چھپا دیتا ہے،

(1) سورة القصص: 11

اِسی طرح نیک بیوی لباس بن کر اپنے خاوند کی کمی کوتاہی کو چھپا دیتی ہے اور اُس کے لیے زینت بن جاتی ہے اور جو عورت اپنے دائرے سے باہر نکل کر خاوند کے لیے لباس نہ رہے وہ عورت کبھی بھی سکون کا سانس نہیں لے سکتی وہ آج بھی رو رہی ہے وہ مرنے تک روتی رہے گی۔

2 لاڈ کا دوسرا نام بیوی ہے

عورت کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ اپنے خاوند کی تسکین کے لیے اپنی زیب و زینت اور بناؤ سنگھار کا خیال کرتے ہوئے اُس کے ساتھ محبت اور فریفتگی کی انتہا کر دے جو بیوی اپنے خاوند کو پیار دینے والی اور اُس کو لاڈ لڈنے والی ہوتی ہے وہ اپنے خاوند کے گھر کی ملکہ ہوتی ہے اور جو عورت خاوند کے موڈ کو دیکھ کر آگے سے ڈبل موڈ دکھائے یا اُس کے ماتھے کے شکن ہی ختم نہ ہوں تو ایسی بیوی کسی بھی صورت خوشیاں حاصل نہیں کر سکتی۔

بیوی کا دائرہ یہ ہے کہ وہ راز دان بن کر رہے اور اپنی ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے اپنے خاوند کے آرام سکون کا خیال کرتے ہوئے اُس کو ہر طرح کا مکمل پیار مہیا کرے۔

اللہ کی قسم! ہم نے اپنی زندگی میں دیکھا ہے کہ جو عورتیں اپنے دائرے میں رہتی ہیں وہ بہت پر سکون رہتی ہیں، ملکہ بن کر رہتی ہیں اور جو عورت دائرے سے باہر نکل جاتی ہے وہ پورے خاندان کے لیے باعث نحوست اور عذاب بن جاتی ہے اِس لیے کوئی بیوی خاوند بننے کی کوشش نہ کرے اور نہ اپنے دائرے سے باہر نکلے یہی بات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اِرشاد فرمائی ہیں:

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ (1)

''اور جس چیز میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی خواہش مت کرو، مردوں کو اُن کاموں کا حصہ ہے جو انہوں نے کئے اور عورتوں کو اُن کاموں کا حصہ ہے جو انہوں نے کئے اور اللہ سے اس کا فضل (وکرم) مانگتے رہو کچھ شک نہیں کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔''

ملازم ہیں تو اپنی حیثیت میں رہیں

ضروری نہیں کہ ہر بندہ ہی بادشاہ اور سردار ہو، ملازم اپنے دائرے میں رہ کر بھی بادشاہی اور سرداری جیسے خوش گوار لمحات حاصل کر سکتا ہے، ساری خرابی اُس وقت پیدا ہوتی ہیں جب ملازم خیانت، دونمبری اور جعل سازی کر کے سردار بننے کی کوشش کرتا ہے۔

اگر کوئی شخص کہیں ملازمت کرتا ہے تو وہ اپنے مالک کی جائز خوشنودی کا خیال رکھے، اُس کی پسند اور ناپسند کو اہمیت دے اور اپنے دائرے میں رہ کر دو چیزوں کا خیال رکھ لے تو وہ بہت ہی خوشگوار اور پرسکون زندگی گزار سکتا ہے۔

(1) سورۃ النساء:32

1 وقت کی پابندی

جو ملازم وقت کا پابند ہو اور اپنی ڈیوٹی ٹائم میں خیانت نہ کرے اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کے تھوڑے وظیفے میں بھی بہت زیادہ برکت ڈال دیتا ہے اِس وقت ملازم طبقہ نحوست کی زد میں اِس لیے بھی ہے کہ وہ کام چور ہے اور وقت کی پابندی نہیں کرتا، آنے جانے میں وقت ضائع کرنا، ڈیوٹی ٹائم میں موبائل کا ضرورت سے زیادہ استعمال کرنا اور بہانے بہانے سے چھٹیاں کرنا یہ وہ سب خرابیاں ہیں جو ملازم کی ملازمت سے برکت کو ختم کردیتی ہیں۔

2 امانت ودیانت

جو ملازم امانت دار اور راز دان ہو وہ اپنے مالک کے ہاں بہت ہی اونچے منصب پر فائز ہوتا ہے ہمارے اکثر ملازمین اِس لیے بھی پریشان ہوتے ہیں کہ وہ پرلے درجے کے خائن اور بددیانت ہوتے ہیں، خود کو وقت کا پابند اور امانت دار بنائیں اور سرداروں جیسی زندگی بسر کریں اور قرآن بھی ایسے ملازم کی تعریف کرتا ہے جو دیانت دار ہو اور اپنا کام کرنے کی پوری طاقت رکھتا ہو۔

﴿قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ﴾ (1)

''اُن دونوں میں سے ایک نے کہا اے ابا جان! اپنے ہاں ملازم رکھ لو بلاشبہ سب سے بہترین ملازم وہ ہے جو قوت والا امانت دار ہو۔''

(1) سورۃ القصص: 26

اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر دِل سے خوش رہتے ہوئے اپنی ملازمت میں وقت کا لحاظ رکھتے ہوئے دیانت داری کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیں، آپ کی خوشیاں کوئی نہیں چھین سکتا، سب خرابی اُسی وقت ہوگی جب آپ اپنے دائرے سے باہر نکلیں گے، خیانت کریں گے یا مالک کا نقصان کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہمیں اِس بات سے روکتے ہوئے اِرشاد فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ (1)

''اور جس چیز میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی خواہش مت کرو، مردوں کو اُن کاموں کا حصہ ہے جو انہوں نے کئے اور عورتوں کو اُن کاموں کا حصہ ہے جو انہوں نے کئے اور اللہ سے اس کا فضل (وکرم) مانگتے رہو کچھ شک نہیں کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔''

شاگرد ہیں تو شاگرد ہی رہیں

شاگرد اگر شاگرد رہے تو وہ مستقبل کا امام ہے اور شاگرد کا یہی کام ہے کہ وہ توجہ سے سبق سنے، سمجھے اور مکمل ادب کے ساتھ اپنے اُستاد کی خدمت میں لگا رہے ایسا خوش نصیب شاگرد کبھی بھی ناکام اور نامراد نہیں رہ سکتا، خرابی اُسی وقت ہوتی ہے

(1) سورۃ النساء:32

جب شاگرد اپنے دائرے سے باہر نکلتا ہے، سبق چور بن کر اُستاد کی عزت اور اُس کا ادب واحترام نہیں کرتا۔

آپ سلف صالحین کا مطالعہ کریں گے تو حیران ہوں گے وہ اپنے اساتذہ کا کس قدر زیادہ ادب واحترام کیا کرتے تھے، ہمہ وقت اُن کی خدمت میں مصروف رہنا وہ اپنی سعادت سمجھتے تھے اور اُن میں علم سیکھنے کا جذبہ اِس قدر زیادہ تھا کہ وہ کئی کئی ہفتے پیدل سفر کرتے تھے اور دِن رات ایک کر کے علم حاصل کیا کرتے تھے۔

لیکن افسوس یہ ہے کہ اِس وقت تمام اداروں میں تمام سہولتیں موجود ہیں اور بڑے بڑے ماہر اساتذہ پڑھانے کے لیے دِن رات تیار ہیں، لیکن شاگردوں میں نہ علم سیکھنے کا جذبہ نظر آتا ہے اور نہ ہی اُن میں ادب واحترام کی کوئی علامت باقی رہی ہے اللہ تعالیٰ ہمارے طلبہ کو صحیح معنوں میں شاگرد بننے کی اور اپنے دائرے میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دائرے سے نکل کر انجام کیا ہوا

اس زندگی کا سارا حُسن اور سارا سکون اِسی راز میں ہے کہ اپنے دائرے میں رہیں اور یہی بات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ اِرشاد فرمائی کہ اے میرے بندو! یہ میری حدیں ہے اِن سے کراس نہ کرنا، اپنے دائرے میں رہنا میری ساری رحمتوں کے حق دار بن جاؤ گے ورنہ جو لوگ دائرے سے باہر نکلے ہیں اُن کا انجام دُنیا میں ہی بدتر نکلا ہے یا تو اُن کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے بند کر دیا گیا یا اُن کو ویسے ہی صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا اور بالآخر اللہ کی جہنم میں جتنے لوگ

جائیں گے اُن کا قصور یہی ہو گا کہ وہ اپنے دائرے میں نہیں رہے تھے بلکہ وہ اللہ کی حدیں کراس کرتے ہوئے اور اپنے دائرے سے باہر نکلتے ہوئے اپنے ربّ کو ناراض کر بیٹھے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اپنے دائرے میں رہ کر اپنی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے ورنہ جنہوں نے اپنے دائرے کو نہیں سمجھا وہ اِس وقت جیل کی سلاخوں پیچھے ہیں یا طرح طرح نحوستوں میں پھنسے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی حد میں رہنے والا بنا دے کیونکہ یہی خوش گوار زندگی کا سب سے بڑا راز ہے۔

هذا ما كان عندى

واللّٰه تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقى الا باللّٰه

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰه رب العالمين

علمی، تحقیقی اور اصلاحی

مضامین کی بارش

تمام مضامین من گھڑت واقعات اور غیر ثابت روایات سے مکمل پاک ہیں

منہاج الخطیب

مصباح الخطیب

حصن الخطیب

1. سورۃ الاخلاص
2. ذکرِ الٰہی بے اثر کیوں؟
3. جنت میں لے جانے والا وظیفہ
4. نمازِ عصر کا مسلمان پر اثر
5. وسیلہ کیا ہے؟
6. احسان کرنے والوں پر انعامات کی بارش
7. رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نافرمان کون
8. ختم نبوت
9. اک چپ تے سکھ ہی سکھ
10. جمہوری نظام اور الیکشن
11. نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا رحمت
12. میاں بیوی خوش باش کیسے رہیں؟
13. نیک اعمال کی بربادی کیسے؟
14. پاکستان میں امن کیسے؟
15. اتفاق کی برکتیں
16. امام بخاری رحمہ اللہ
17. عید الفطر

خوشبوئے خطابت

ترجمان الخطیب

بستان الخطیب

1. اللہ کا مومن سے پیار
2. اللہ کی رحمت
3. مشکل کشا کون......؟
4. نیکی کا حسن
5. پہچان گئی ہر چیز مقام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
6. عظیم خوشخبری
7. پاکیزہ رزق کسے ملتا ہے......؟
8. کرنے کا اصل کام
9. دعائیں کیسے قبول ہوتی ہیں......؟
10. معافی کسے ملے گی؟ (تین اہم باتیں)
11. دکھوں کا اصل علاج
12. آفتیں آئیں تو کیا کریں......؟
13. اِک سنگین گناہ
14. آسمان کے پاکبازوں کا صحابہ رضی اللہ عنہم سے پیار
15. سب تن پاک (دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم)
16. حضرت امام باقر رحمہ اللہ سے ہماری محبت
17. موت کو یاد رکھنے کے فائدے

میزان الخطیب

معراج الخطیب

دینی کتابوں کا مرکز



0305-3674125 تنویر لطیف